يد الله على الجماعة ترمذی لا جماعة الا بامارة دارمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ تنظیم اہلِ حدیث لاہور

جماعت اہل حدیث کا خصوصی ترجمان

بانی: محدث حافظ محمد عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ

بانی: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ

حافظ محمد جاوید روپڑی رحمہ اللہ

نگران اعلیٰ: صاحبزادہ عارف سلمان روپڑی

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی

جلد 58 | شمارہ 21 | جمعۃ المبارک 30 مئی تا 5 جون 2014ء | فون 042-37656730 | فیکس 042-37659847

محبت الٰہی کے حق دار

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَالْكٰظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ "اور جو غصے کو پی جانے والے، لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں تو ایسے احسان مندوں سے اللہ تعالیٰ بھی محبت رکھتے ہیں" دوسرے مقام پہ فرمایا: وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ "اور جو لوگ بچتے ہیں کبیرہ گناہوں اور بے حیائی سے اور جب انھیں غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں" کسی انسان کی غلطی پر اُسے سزا دینے کی بجائے معاف کر دینا بہت عظیم عمل ہے بلکہ جو لوگوں کی خطاؤں سے درگزر کرکے انھیں معاف کر دیتے ہیں اللہ ذوالجلال ان کو معاف فرما دیتے ہیں جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۗ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ "اور انھیں چاہیے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر کریں، کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمھیں معاف کر دے؟"

آیات قرآنی سے معلوم ہوا کہ باوجود طاقت کے غصے کو پی جانا، عفو و درگزر اور صلہ رحمی کرتے ہوئے معاف کر دینا مومن کی علامت ہے۔ اسی طرح کبیرہ گناہوں، بے حیائی و فحاشی و عریانی سے خود بچنا اور دوسروں کو بھی اس سے بچنے کی ترغیب دینا بندۂ مومن کی نشانی ہے۔ لیکن اس کے برعکس ظلم و ستم، صلہ رحمی کی بجائے قطع رحمی، فحاشی و عریانی پر مبنی ناچ گانے کی مجلسیں برپا کرنے، انسانیت کے حقوق سلب کرنے و دیگر خلاف شریعت کام کرنے والا مسلمان نہیں کہلا سکتا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے محبت کرتا ہے بلکہ وہ تو محبت کرتا ہے اُن سے جو لوگوں کی غلطیوں کوتاہیوں پر صرف نظر کرتے ہوئے بھی ان کے لیے آسانیاں پیدا کرتے ہیں اور ایسے لوگ ہی حقیقی محبت الٰہی کے حقدار ہیں۔

www.jaamia.com weekly.tanzeem@gmail.com

درس حدیث

حافظ عبدالوحید روپڑی (سرپرست جماعت اہلحدیث)

حصول امن کے سنہری اصول بزبان رسول مقبول

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُوْنَ فَيَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ ”سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرو، اللہ تعالیٰ تمھیں دنیا سے لے جائے اور تمہاری جگہ ایسی قوم بھیج دے جو گناہ کرے اور پھر اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرے تو اللہ تعالیٰ انھیں معاف کر دے۔“ (مسلم کتاب التوبة باب سقوط الذنوب بالاستغفار ج 9 جز 17 ص 58 رقم الحدیث: 2749)

انسان فطرتی طور پر برائی کی طرف جلدی مائل ہوتا ہے، برائی اور نافرمانی کے بعد توبہ کرنے والا انسان اللہ تعالیٰ کو بڑا محبوب ہوتا ہے کیونکہ توبہ اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک انسان کو اپنی معصیت اور نافرمانی کا احساس نہ ہو اور احساس ہونے کی صورت میں انسان اپنے مالک کے سامنے اپنے گناہوں کے اعتراف کے ساتھ اور اللہ کی رحمت کی اُمید لیے سچے دل سے انھیں آئندہ نہ کرنے کا عزم کرتا ہے تو خالق و مالک اپنی رحمت سے اسے معاف فرما دیتا ہے۔ ایک اچھے معاشرہ کے قیام اور بہترین انسان بننے کے لیے اپنی غلطی کا اعتراف ضروری ہوتا ہے، اگر لوگوں کے اندر اس بات کا شعور پیدا ہو جائے تو کسی فورس کے بغیر ہی معاشرہ جرائم سے پاک ہو سکتا ہے۔

اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ میں سب سے پہلے یہی شعور پیدا کیا تو وہ معاشرے کے سب سے بہترین و معزز فرد بن گئے اور دنیا آج ان کی مثالیں پیش کرتی ہوئی فخر محسوس کرتی ہے کیونکہ وہ لوگ غلطی کے بعد فوراً اپنے رب سے معافی کے طلب گار ہوتے تو اللہ تعالیٰ انھیں معاف کر دیتے بلکہ معاف کر دینا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روز قیامت اہل اسلام سے کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں گناہوں کے پہاڑ لے کر پیش ہوں گے تو اللہ تعالیٰ انھیں اپنی رحمت سے معاف فرما دے گا اور ان کے گناہ یہود اور نصاریٰ کے اوپر ڈالے جائیں گے۔ (مسلم کتاب التوبة باب سعة رحمة الله ج 9 جز 17 ص 74 رقم الحدیث: 2767)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رات کے آخری حصہ میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرما کر اعلان کرتا ہے کون ہے جو مجھ سے دعا کرے میں اس کی دعا قبول کروں گا جو کوئی مجھ سے سوال کرے میں اس کا سوال پورا کروں گا جو کوئی مجھ سے بخشش طلب کرے میں اس کو معاف کر دوں گا۔ (مسلم کتاب صلاة المسافرین باب الترغیب فی الدعاء والذکر آخر اللیل ج 3 جز 6 رقم الحدیث: 758)

(بقیہ ص: 5)

جماعت اہل حدیث کی ترجمان
ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور

مدیر انتظامی
حافظ عبدالوہاب روپڑی
فاضل اُم القریٰ مکہ مکرمہ

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی: حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر: حافظ عبدالجبار مدنی
نائب مدیر: مولانا عبداللطیف حلیم
مینیجر: حافظ عبدالظاہر 0300-8001913
Abdulzahir143@yahoo.com
کمپوزنگ: وقار عظیم بھٹی 0300-4184081

فہرست

درس حدیث	1
اداریہ	2
الاستفتاء	4
تفسیر سورۃ الاعراف	6
اسلام میں سنت کا مقام	8
ماہ شعبان اور شب براءت	11

زرتعاون

فی پرچہ......10 روپے
سالانہ......500 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

یومِ تکبیر

28 مئی 1998ء کا دن نہ صرف پاکستان بلکہ پوری اسلامی دنیا میں ایک یادگار دن ہے۔ یہ وہ مبارک دن ہے جس دن پاکستان نے چاغی کے مقام پر یکے بعد دیگرے سات ایٹمی دھماکے کر کے عالم کفر کے ایوانوں میں براندام اور اُمت مسلمہ کے ہر چہرے کو شادابی بخشی۔ جہاد اسلام کی کوہان ہے یعنی اسلام کو سربلندی جہاد سے ملتی ہے۔ امام الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت تلواروں کے سائے تلے ہے اور فرمایا: میری روزی میرے نیزے میں ہے یعنی ہمیں دنیاوی انعامات واقتدار بھی جہاد کی بدولت ملتا ہے اور ہمیں جہاد کی برکت سے جنت بھی ملے گی گویا ہماری دنیا وعقبیٰ کی ساری کامرانیاں جہاد کی بدولت ہیں۔

جہاد کے لیے ہتھیار ضروری ہے، قرونِ اولیٰ میں گھوڑا، تلوار، ڈھال، تیر کمان اور نیزے ہی جنگی ساز وسامان ہوتا تھا لیکن آج ان کی جگہ ایٹم بم، نیپام بم، ہائیڈروجن بم، میزائل بم، ٹینک لے چکے ہیں۔ عالم اسلام میں بدقسمتی سے جدید ٹیکنالوجی میں بہت پیچھے ہے۔ پہلے یہود ونصاریٰ نے ایٹمی میدان میں قدم رکھا اور پھر ان کے تعاون سے ہندو نے بھی مئی 1974ء میں پہلا ایٹمی دھماکہ کر کے 1971ء میں دولخت ہوئے۔ پاکستان کے مایوس اور پریشان حال عوام پر ایک اور بجلی گرادی۔ ذوالفقار علی بھٹو کے سیاسی نظریہ اور انداز حکمرانی سے ہزار اختلاف کے باوجود یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انھوں نے بطور وزیر اعظم پاکستان یہ اعلان کر کے کہ ہم گھاس کھالیں گے لیکن ایٹم بم بنائیں گے، نہ صرف پاکستانی قوم بلکہ عالم اسلام کے ہر فرد کے دل کی دھڑکنوں کو اطمینان بخشا۔ یہ ان کا محض سیاسی نعرہ نہیں تھا بلکہ انھوں نے ڈاکٹر عبدالقدیر جیسے محسن ملت اسلامیہ کا تحفہ اس قوم کو دیا۔

ایک غریب اور پسماندہ ملک جس کے وسائل انتہائی محدود تھے، بھٹو نے ڈاکٹر عبدالقدیر کو وہ تمام ضروری وسائل مہیا کیے جو انھیں درکار تھے۔ محسن ملت اسلامیہ ڈاکٹر عبدالقدیر اور ان کی پوری ٹیم

نے اپنے وطن اور دین سے محبت کے سارے تقاضے پورے کر دیئے۔ انھوں نے دنیا کے عظیم سائنسدانوں کے علی الرغم نانِ شبینہ پر گزارہ کر کے شب و روز محنت شاقہ سے توکل کی ایک نئی مثال قائم کی۔ ضیاء الحق کے دور میں بھی انھوں نے ڈاکٹر عبدالقدیر کے لیے کسی بخل سے کام نہیں لیا۔ سب سے بڑی بات کہ وہ امریکہ جو دن رات پاکستان کی جاسوسی میں لگا ہوا تھا کہ یہ ٹوٹا ہوا تارہ کہیں ماہِ کامل نہ بن جائے۔ اپنی تمام تر کاوشوں کے باوجود ہمارے کارنامے کی بھنک تک نہ حاصل کر سکا۔ کامیابیوں اور کامرانیوں کا یہ سفر جاری رہا اور پھر سب سے بڑی خوش قسمتی کہ اس سارے پراجیکٹ کو سویلین کی نظر سے بچا کر فوج کی زیرِ نگرانی کر دیا گیا۔

ایک سویلین حکومت ایسی بھی آئی کہ جس نے ضیاء الحق کے آزادئ کشمیر منصوبے کو طشت از بام کر کے ان سکھوں کی مکمل فہرست راجیو گاندھی کے حوالے کر دی۔ جنھیں ایک خاص مقصد کے لیے تربیت دی گئی تھی اور اسلحہ بھی دیا گیا تھا۔ اس حکومت نے بڑی کوشش کی کہ تمام ایٹمی پراجیکٹ کی تفصیلات حاصل کی جائیں لیکن محب وطن فوج نے اس کی ہر کوشش کو ناکام بنایا۔ ہندوستان اپنے پانچ ایٹمی دھماکے کر کے ایٹمی کلب میں داخل ہو چکا تھا۔ رام رام جپنے والے بزدل بنیئے کی زبان اب بے لگام ہو رہی تھی۔ مینڈکی کو مکمل زکام ہو چکا تھا۔ ہندو حکمران اب پاکستان سے دھمکیوں کی زبان میں بات کر رہے تھے چنانچہ اب ضروری ہو گیا تھا کہ پاکستان بھی اپنے خفیہ پتے ظاہر کر دے اور ہندوستان کو اسی کی زبان میں جواب دے۔ یہ میاں نواز شریف کا دوسرا دورِ حکومت تھا، حکومت پر ایٹمی دھماکوں کے لیے عوام کا دباؤ بڑھتا جا رہا تھا۔ یہ پوری دنیا میں تہلکہ مچا دینے والا اقدام تھا، میاں صاحب جرنیلوں، صحافیوں، سیاستدانوں سے خفیہ مشوروں میں مصروف تھے محب وطن عناصر جوش و جذبے سے بھرپور تھے۔

ان تمام کی ترجمانی معروف دانشور صحافی جناب الطاف قریشی نے ان الفاظ میں کی کہ: میاں صاحب دھماکہ کر دو، ورنہ قوم آپ کا دھماکہ کر دے گی۔ واشنگٹن تک بھنک پڑ چکی تھی، ہندوستان ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا تھا کہ دنیا پاکستان کو ایٹمی دھماکہ کرنے سے روکے۔ میاں نواز شریف پر عالمی دباؤ شروع ہو گیا، اس وقت کے امریکی صدر بل کلنٹن نے میاں نواز شریف کو ایک ہی دن میں پانچ بار فون کیا۔ دھمکیوں کے ساتھ ساتھ لالچ بھی دیا گیا، فوری طور پر ان کے اکاؤنٹ میں اربوں ڈالر جمع کرانے کی پیشکش کی گئی لیکن اللہ پر توکل اور اپنی قوم کی دعاؤں کے ساتھ 28 مئی 1998ء کو ڈاکٹر عبدالقدیر کو سگنل دے دیا گیا کہ وہ پورا ساز و سامان جو چاغی میں پہنچا دیا گیا تھا۔ چاغی کی پہاڑی نہیں بلکہ عالم اسلام کی امیدوں کے مرکز و محور پاکستان میں ایٹمی دھماکہ کر کے پورے کرۂ ارضی پر ارتعاش پیدا کر دے۔

اُلٹی گنتی شروع ہو چکی تھی، پوری پاکستانی قوم دم سادھے اس مبارک لمحے کا انتظار کر رہی تھی۔ عالم کفر لرزہ براندام تھا اور پھر دھماکہ ہو گیا۔ یکے بعد دیگرے سات کامیاب ایٹمی دھماکے کر کے پاکستان ایٹمی کلب میں داخل ہو چکا تھا۔ امریکہ دانت پیس رہا تھا، ہندوستان کے مندروں میں صفِ ماتم بچھ چکی تھی۔ پورا ملک نعرۂ تکبیر اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں سے گونج رہا تھا۔ میاں نواز شریف زندہ باد، ڈاکٹر عبدالقدیر زندہ باد، قوم نے ڈاکٹر عبدالقدیر کو محسن پاکستان کا لقب دیا۔ ڈاکٹر عبدالقدیر کو دو بار صدارتی ایوارڈ دیا گیا۔ پاکستان میں مسلم لیگ (ن) ہر سال یہ دن یوم تکبیر کے نام سے مناتی ہے۔ اس سال امیر المجاہدین حافظ محمد سعید صاحب نے ملک بھر میں یوم تکبیر 27 مئی کو منانے کا پروگرام بنایا۔ جماعۃ الدعوۃ کے زیر اہتمام انھوں نے اس دن ملک کی تمام دینی اور سیاسی جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کر کے عالم کفر کو یہ پیغام دیا ہے کہ ہمارے اختلافات ہمارا اندرونی مسئلہ ہے لیکن دفاعِ وطن کے لیے پاکستان کی تمام دینی و سیاسی جماعتیں جسدِ واحد کی طرح ہیں۔ (بقیہ ص:26)

الاستفتاء

حافظ عبدالوہاب روپڑی

جانور کے ساتھ بدفعلی کرنے والے کی سزا

سوال: ہمارے علاقہ میں ایک شخص نے بھینس کے ساتھ بدفعلی کی ہے آپ ہمیں قرآن وسنت کی روشنی میں بتلائیں کہ اس آدمی کی سزا کیا ہے؟ اور جانور کے ساتھ کیا کیا جائے؟

سائل: احمد علی سیف، وہاڑی

الجواب بعون الوہاب: حدیث شریف میں ہے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ اَتٰی بَھِیْمَۃً فَاقْتُلُوْہُ وَاقْتُلُوْھَا مَعَہٗ قَالَ قُلْتُ لَہٗ مَاشَاْنُ الْبَھِیْمَۃِ، قَالَ مَا اَرَاہُ قَالَ ذٰلِکَ اِلَّا اَنَّہٗ کَرِہَ اَنْ یُّؤْکَلَ لَحْمُھَا وَقَدْ عُمِلَ بِھَا ذٰلِکَ الْعَمَلُ قَالَ ابوداود لَیْسَ ھٰذَا بِالْقَوِیِّ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی چوپائے سے بدفعلی کرے اس کو قتل کردو اور اس کے ساتھ چوپائے کو بھی قتل کردو، عکرمہ کہتے ہیں میں نے ابن عباسؓ سے سوال کیا کہ چوپائے کے قتل کرنے کی وجہ کیا ہے؟ تو ابن عباسؓ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا گوشت کھانا مکروہ جانا ہے جبکہ اس کے ساتھ ایسا (برا) کام کیا گیا ہے۔ امام ابوداود فرماتے ہیں کہ یہ حدیث قوی نہیں ہے'' (ابوداود کتاب الحدود باب فمن اتی البھیمۃ ص 802 رقم الحدیث: 4464)

اس روایت کو امام ترمذی نے اپنی سنن میں کتاب الحدود باب ماجاء فمن یقع علی البھیمۃ جز 5 ص 116 رقم الحدیث: 1455 اور امام دار قطنی نے اپنی سنن کی جلد نمبر 3 ص 126-127 میں اسے روایت کیا ہے، اس کے علاوہ اور بھی آئمہ سے یہ حدیث مذکور ہے لیکن اس کے متعلق حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: وَفِیْ اِسْنَادِ ھٰذَا الْحَدِیْثِ اس کی سند میں کلام ہے، البتہ ابن عباس سے ایک اور روایت مروی ہے جو کہ مذکورہ روایت کے خلاف اور زیادہ صحیح ہے۔ (تلخیص الحبیر کتاب حدالزنا ج 4 ص 159 رقم الحدیث: 1753) اور وہ روایت یہ ہے ابن عباسؓ فرماتے ہیں: لَیْسَ عَلَی الَّذِیْ یَاْتِی الْبَھِیْمَۃَ حَدٌّ جو شخص چوپائے سے بدفعلی کرے اس پر حد نہیں۔ (ابوداود کتاب الحدود باب فمن اتی البھیمۃ ص 802 رقم الحدیث 4465 ترمذی کتاب الحدود باب ماجاء فمن یقع علی البھیمۃ جز 5 ص 116 رقم الحدیث: 1455)

اسی طرح ابن ماجہ میں ابن عباسؓ سے ان الفاظ میں روایت آئی ہے: مَنْ وَقَعَ عَلٰی ذَاتِ مَحْرَمٍ فَاقْتُلُوْہُ وَمَنْ وَقَعَ عَلٰی بَھِیْمَۃٍ فَاقْتُلُوْہُ وَاقْتُلُوا الْبَھِیْمَۃَ ''جو شخص کسی محرم عورت کے ساتھ برا فعل کرے اسے قتل کردو اور جو کسی چوپائے کے ساتھ بدفعلی کرے اُسے اور چوپائے کو قتل کردو۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الحدود باب من اتی ذات محرم ص 436 رقم الحدیث: 2564) یہ روایت بھی ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں ابراہیم بن اسماعیل بن ابی حبیبۃ الانصاری ہے۔ امام بخاریؒ اسے منکر الحدیث، امام نسائیؒ اور حافظ ابن حجرؒ اسے ضعیف اور امام دار قطنی اسے متروک کہتے ہیں۔ (الجرح والتعدیل ج 1 ص 83 المیزان ج 1 ص 66 التقریب: 146)

نوٹ:

مذکورہ روایت کا پہلا حصہ محرم عورت کے ساتھ زنا کاری کرنے والے کو قتل کیا جائے یہ صحیح ہے مگر دوسرا حصہ چوپائے والا وہ ضعیف ہے البتہ ایسے قبیح فعل کے مرتکب شخص کی سزا کے متعلق علماء کا اختلاف ہے۔ امام حسن بصریؒ اسے زانی قرار دیتے ہیں، امام حاکمؒ فرماتے ہیں اسے حد سے کم کوڑے لگائے جائیں، امام یوسفؒ کے نزدیک اس پر زنا کی حد لگائی

جائے ،امام ابوحنیفہؒ ،امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک اس پر صرف تعزیز لگائی جائے۔(نیل الاوطار کتاب الحدود ج 13 ص307)

نواب صدیق حسن خانؒ فرماتے ہیں جس روایت میں قتل کا حکم ہے وہ قابل حجت نہیں اس لیے ظاہری تعزیری مراد ہے۔(الروضۃ الندیہ باب حکم مانع البھیمہ ج2ص 429) ملاعلی قاری حنفی فرماتے ہیں حدیث میں لفظ قتل سے یہ مراد ہے کہ اسے سخت مار ماری جائے یا اس سے وعید اور ڈرانا مقصود ہے۔(مرقاۃ شرح مشکوۃ ج7ص 147) اسی طرح ابن عباسؓ سے سوال کیا گیا کہ اگر کوئی شخص چوپائے سے بدفعلی کرے تو چوپائے کو کس لیے قتل کیا جائے گا؟ تو انھوں نے فرمایا:مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللہِ فِیْ ذٰلِكَ شَیْئًا وَلٰکِنْ أَرٰی رَسُوْلَ اللہِ ﷺ کَرِہَ أَنْ یُؤْکَلَ مِنْ لَحْمِھَا أَوْیُنْتَفَعَ بِھَا میں نے اس بارہ(چوپائے کے قتل) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہیں سنا البتہ میرا خیال یہ ہے کہ آپ نے اس کے ساتھ بدفعلی کی وجہ سے اس کا گوشت کھانے یا اس سے فائدہ حاصل کرنے کو مکروہ سمجھا ہے۔(ترمذی کتاب الحدود باب ماجاء فیمن یقع علی البھیمہ جز5ص 115 رقم الحدیث:1455)

اس کے علاوہ ماکول اللحم جانور کو صرف کھانے کے لیے قتل کیا جاسکتا ہے،اس کے علاوہ اس کے قتل کرنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے:نَھٰی عَنْ ذَبْحِ الْحَیَوَانِ اِلَّالِمَأْکَلِہٖ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانور کو ذبح کرنے سے منع کیا ہے مگر صرف اسے کھانے کے لیے ذبح کرنا جائز ہے۔ (تلخیص الحبیر ج 4ص 160 مؤطاامام مالک کتاب الجھاد باب النھی عن قتل النساء ج 2ص 8رقم الحدیث:10)

صورت مسئولہ میں جانور کے ساتھ بدفعلی کرنے والے کو بطور تعزیر سخت سزادی جائے تاکہ وہ دوسروں کے لیے عبرت ہو اور جانور کو قتل نہیں کیا جائے گا کیونکہ اگر قتل کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز منقول ہوتی تو ابن عباسؓ اس کی مخالفت نہ کرتے ،اسی طرح ایسے جانور کا گوشت بھی نہیں کھایا جائے گا اور نہ ہی اس سے کوئی فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب

بقیہ: درس حدیث

بندہ جب بھی اللہ تعالیٰ کو پکارے وہ اس کی فریاد کو فوراً سنتا اور اس کی دادرسی کرتا ہے۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ سے مروی ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:مَا عَلَی الْأَرْضِ مُسْلِمٌ یَدْعُوْاللہَ بِدَعْوَۃٍ إِلَّا آتَاہُ اللہُ إِیَّاھَا أَوْصَرَفَ عَنْہُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَھَا مَالَمْ یَدْعُ بِمَأْثَمٍ أَوْقَطِیْعَۃِ رَحِمٍ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ إِذًا نُکْثِرُ قَالَ اَللہُ أَکْثَرُ ''زمین میں کوئی بھی مسلمان جب اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرتے ہیں یا اس کے عوض اس کے برابر اس آدمی سے تکلیف و پریشانی دور فرمادیتے ہیں جب تک وہ بندہ کوئی گناہ اور قطع رحمی پر مشتمل دعا نہ کرے۔ایک آدمی نے عرض کی اے اللہ کے رسول پھر تو ہم دعا زیادہ کریں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا:اللہ اکبر۔''(ترمذی باب فی انتظار الفرج جز9ص 172 رقم الحدیث:3578)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے اندر اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرنے اور گناہ کے احساس کا شعور پیدا کیا تھا اسی لیے وہ لوگ برائی کرکے نادم ہوتے اور اپنے رب سے معافی مانگ لیتے ،اگر ہر انسان کا طرز عمل یہی ہو تو پھر معاشرہ میں بہت جلد امن قائم ہوسکتا ہے کیونکہ جب ہر انسان کے دل میں احساس گناہ پیدا ہوجائے گا کوئی بھی کسی پر ظلم وزیادتی نہیں کرے گا بلکہ حتی المقدور قطع رحمی سے بچتے ہوئے صلہ رحمی کی کوشش کرے گا۔

ضرورت برائے خادم

جامع مسجد طیبہ اہلحدیث الحمدیہ بازار لاہور میں ایک محنتی خادم کی ضرورت ہے،معاوضہ حسب لیاقت دیا جائے گا۔

(منجانب: قاری عمران یوسف میر محمدی 0300-4701581)

تفسیر سورۃ الاعراف

حافظ عبدالوہاب روپڑی (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ)

(قسط نمبر 1)

وجہ تسمیہ:

اس سورت میں (جنت، جہنم اور جہنم کے درمیان واقع) مقام اعراف کا ذکر ہے، اسی بنا پر اسے سورۂ اعراف کہتے ہیں۔

اعراف کا معنیٰ:

اس کا واحد عرف ہے اور ہر اونچی جگہ کا نام عرب عرف رکھا کرتے تھے۔ جنت اور جہنم کے درمیان واقع ایک دیوار کا نام اعراف ہے اور بعض کے نزدیک یہ جنت اور جہنم کے درمیان ایک پردہ ہے۔ بعض نے کہا یہ ایک بلند مقام ہے کہ جس پر بیٹھے ہوئے اصحاب اعراف لوگوں کو پہچان لیں گے۔ (تفسیر طبری ج10 ص208-209) یہ سورت مکی ہے سوائے آٹھ آیات کے۔

فضائل:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورت کو مغرب کی نماز میں پہلی دو رکعتوں میں پڑھا تھا۔ جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قَرَأَ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ سُورَةَ الْأَعْرَافِ فَرَّقَهَا فِي رَكْعَتَيْنِ نے سورۃ اعراف کو مغرب کی (پہلی) دو رکعتوں میں پڑھا۔ (سنن ابی داود کتاب الصلاۃ باب قدر القراءۃ فی المغرب ص143 رقم الحدیث:812)

مضامین:

(۱) قرآن مجید کلام الٰہی ہے اسی لیے اس جیسا کلام پیش کرنے سے پوری دنیا قاصر ہے اور قیامت تک رہے گی۔ اس کی بعض سورتوں کو حروف مقطعات سے شروع کر کے اہل دنیا کو چیلنج کیا ہے کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس سورت کو بھی حروف مقطعات کے ساتھ شروع کر کے قرآن مجید کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے معجزہ ہونا ثابت کیا گیا ہے (۲) سیدنا آدم علیہ السلام کا ابوالبشر ہونا (۳) توحید الٰہی کا اقرار و اثبات (۴) وحی اور رسالت کا اثبات (۵) آخرت میں دوبارہ اُٹھائے جانے اور جزا و سزا کا اثبات (۶) وجود باری تعالیٰ پر مسکت دلائل (۷) ترہیب (ڈرانا) (۸) قصص الانبیاء (۹) بتوں کی عبادت کی پرزور مذمت۔

الٓمّٓصٓ ۝۱ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝۳

الٓمّٓصٓ ۝۱ یہ کتاب آپ کی طرف نازل کی گئی ہے اس (کی تبلیغ) سے آپ کے دل میں گھٹن نہیں ہونی چاہیے (نازل اس لیے کی) کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ذریعے لوگوں کو ڈرائیں اور (یہ قرآن) نصیحت ہے ایمان والوں کے لیے ۝۲ جو کچھ تمہاری طرف تمہارے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اُسی کی پیروی کرو۔ اس کے علاوہ دوسرے سرپرستوں کی (کسی بھی چیز میں) پیروی نہ کرو، بہت کم ہی تم نصیحت حاصل کرتے ہو۔ ۝۳

مشکل الفاظ کے معانی:

حَرَجٌ: گھٹن

ذِكْرٰى: نصیحت

دُوْنِهٖ: اس کے علاوہ

التوضیح:

الٓمّٓصٓ ۝۱ اس کے مختلف معانی بیان ہوئے ہیں۔ سیدنا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ زیادہ فیصلہ کرنے والے ہیں اور یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ سدیؒ نے اس کا معنی المصور کیا ہے۔ محمد بن کعب القرظی اس کا معنی اللہ، الرحمن اور الصمد کرتے ہیں۔ امام ضحاکؒ کہتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ میں اللہ سچا ہوں، لیکن صحیح بات یہی ہے کہ اس کا معنی اللہ اعلم بمرادہ اس کا معنی اللہ ہی جانتے ہیں۔ (فتح الباری ج3 ص473)

كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ

یہ وہ کتاب ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر لوگوں کی ہدایت اور ازراہ خیر کرتے ہوئے نازل فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اس کتاب کو نازل کرنا ہی اس کی قدر و منزلت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند و بالا مقام و مرتبہ کی بین دلیل ہے۔

فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ۝ امام مجاہدؒ، قتادہؒ اور سدیؒ بیان کرتے ہیں کہ اس کا معنی ہے کہ اس کتاب کے متعلق تمھیں کوئی شک نہ ہو۔

(تفسیر طبری ج10 ص55)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس انداز میں خطاب کرنا حقیقت میں اُمت کو تعلیم دینا ہے اور جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سمجھانے اور اللہ ذوالجلال کے ڈرانے کے باوجود ایمان نہیں لاتے تو آپ کو ان پر کوئی افسوس نہیں کرنا چاہیے بلکہ آپ اس کتاب کے ساتھ لوگوں کو ڈرائیں اور اہل ایمان کو اس کے ساتھ نصیحت کریں اور یہ نصیحت مومنوں کو فائدہ دے گی۔

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی کتاب کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا: جو چیز تم پر نازل کی گئی ہے تم اسی کی اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صرف دو چیزیں ہی نازل کی گئی ہیں (۱) قرآن مجید (۲) حدیث رسول کہ جسے وحی خفی بھی کہا جاسکتا ہے۔ صرف ان دونوں کی اتباع کرکے ہی انسان ہدایت یافتہ ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهٖ فَلَنْ تَضِلُّوْا اَبَدًا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهٖ میں نے تم میں ایسی چیز چھوڑی ہے جسے تم مضبوطی سے تھام لوگے تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے (وہ) اللہ کی کتاب قرآن مجید اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ (المستدرک الحاکم کتاب العلم باب خطبۃ فی حجۃ الوداع ج1 ص284 رقم الحدیث: 323)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ، وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا اور تمھیں جو کچھ رسول دے اُسے لے لو اور جس سے روکے اس سے رُک جاؤ۔ (الحشر: 7)

وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو غیر اللہ کی عبادت سے روکنے کے ساتھ ساتھ شیاطین، کاہنوں کی مذمت کرتے ہوئے اہل ھواء (خواہشات کے پجاریوں) اور اہل بدعت سے دور رہنے کا حکم دیا ہے۔

قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ۝ لوگوں کی اکثریت اللہ تعالیٰ کے واجبات کو بھول جاتی ہے ان میں سے بہت کم ہیں جو ان واجبات کی حفاظت کرتے ہوئے نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

اخذ شدہ مسائل:

(۱) قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے اور یہ نبی آخر الزماں پر بذریعہ وحی نازل کی گئی اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لوگوں تک صرف وحی پہنچانا واجب تھا اور اس کے نتائج اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنے کا حکم تھا (۳) تمام لوگوں کو ملت اسلام کی اتباع کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اسی میں ہی اہل زمین کی بھلائی ہے، (۴) دینی امور میں مخلوق کو اللہ اور اس کے رسول کے علاوہ کسی کی اتباع کرنے سے منع کیا گیا ہے، کیونکہ اس میں اہل کتاب سے مشابہت ہے وہ بھی دینی امور میں احکام باری تعالیٰ اور اپنے رسول کے فرمان کو نظر انداز کرکے اپنے مذہبی پیشواؤں کی بات مانتے تھے (۵) نص شرعی کی موجودگی میں کسی شخصیت کی رائے ماننا یا اجتہاد کرنا منع ہے۔

□□□

اسلام میں سنت کا مقام

ملک عبدالرشید عراقی

قسط نمبر 2

علمائے کرام کے نزدیک سنت کی تعریف:

السنة تطلق علی قول الرسول وفعله وسکوته وعلی اقوال الصحابة وافعالهم سنت کا اطلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال پر ہوتا ہے۔ محدثین کرام نے حدیث کے مفہوم میں بھی وسعت سے کام لیا ہے اور اس کو بھی دونوں کے لیے عام کیا ہے یہاں بحث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل اور سکوت سے ہے، خواہ اس کا نام سنت رکھا جائے یا اس کو حدیث کہا جائے۔ علمائے کرام نے حدیث و سنت کے مقام کو واضح کیا ہے اور بتلایا ہے کہ دین اسلام میں حدیث وسنت کس مرتبہ و مقام کی حامل ہے۔

علامہ سید سلیمان ندویؒ:

علم القرآن اگر اسلامی علوم میں دل کی حیثیت رکھتا ہے تو علم حدیث شہ رگ کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ شہ رگ اسلامی علوم کے ساتھ تمام اعضاء و جوارح تک خون پہنچا کر ہر آن ان کے لیے تازہ زندگی کا سامان پہنچاتا رہتا ہے۔ آیات کا شان نزول اور ان کی تفسیر، احکام القرآن کی تشریح اجمال کی تفصیل، عموم کی تخصیص سب علم حدیث کے ذریعہ معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح حامل قرآن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور حیات طیبہ اور اخلاق و عادات مبارکہ اور آپ کے قول و افعال اور آپ کے سنن و مستحبات اور احکام و ارشادات، اسی طرح علم حدیث کے ذریعہ ہم تک پہنچے ہیں۔

اسی طرح خود اسلام کی تاریخ، صحابہ کرامؓ کے احوال اور ان کے اعمال و اقوال اور اجتہادات و مستنبطات کا خزانہ بھی اسی ذریعے ہم تک پہنچا ہے، اس بنا پر اگر یہ کہا جائے تو صحیح ہے کہ اسلام کے عملی پیکر کا صحیح مرقع اسی علم کی بدولت مسلمانوں میں ہمیشہ کے لیے موجود و قائم ہے اور ان شاء اللہ تا قیامت رہے گا۔

(مقدمہ تدوین حدیث مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ)

مولانا شاہ معین الدین احمد ندویؒ:

کلام مجید ایک واضح اور کھلی ہوئی کتاب ہے۔ اس میں کوئی غموض و خفا نہیں ہے لیکن اس میں اسلام کی تعلیمات کی پوری تفصیل اور تمام جزئیات کا احاطہ نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لیے بہت سے احکام مجمل یا کلیات کی شکل میں ہیں جن کی وضاحت و تشریح اور کلیات سے جزئیات کی تفریع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول و عمل سے فرمائی۔ آپ کا کام محض کلام الٰہی کو لوگوں تک پہنچا دینا نہیں تھا بلکہ اس کی تبیین و تشریح بھی تھی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا ظہور، اس کی تبلیغ، اس راہ کی صعوبتیں، غزوات اسلام کا غلبہ واقتدار اور حکومت الٰہیہ کا قیام، اس کا نظام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور آپ کی سیرت معلوم کرنے کا ذریعہ صرف حدیث ہے۔ اگر اس کو نظر انداز کر دیا جائے تو اسلام کی بہت سی تعلیمات اور تاریخ اسلام کے بہت سے گوشے مخفی رہ جائیں گے اس لیے احادیث نبوی اسلامی تاریخ کا بڑا قیمتی سرمایہ ہیں اور اسی پر اس کی عمارت قائم ہے۔

(مقدمہ تذکرہ المحدثین جلد اول)

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ:

حدیث نبوی ایک ایسی میزان ہے جس میں ہر دور کے معلمین

مجددین اس امت کے اعمال، عقائد، رجحانات وخیالات کو تول سکتے ہیں اور امت کے طویل تاریخی سفر میں پیش آنے والے تغیرات وانحرافات سے واقف ہو سکتے ہیں۔

اخلاق واعمال میں کامل اعتدال وتوازن اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتا جب تک قرآن وحدیث کو بیک وقت سامنے نہ رکھا جائے، اگر حدیث نبوی کا وہ ذخیرہ نہ ہوتا جو معتدل، کامل ومتوازن زندگی کی صحیح نمائندگی کرتا ہے اور اگر وہ حکیمانہ تعلیمات نہ ہوتیں جن کی پابندی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی معاشرہ سے کرائی تو یہ امت افراط وتفریط کا شکار ہو کر رہ جاتی اور اس کا توازن برقرار نہ رہتا اور وہ عملی مثال موجود نہ رہتی جن کی اقتداء کرنے کی اللہ تعالیٰ نے اس فرمان میں ترغیب دی ہے۔

ارشاد ربانی ہے: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ "یقیناً تمھارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اسوۂ حسنہ ہے" (الاحزاب: 21)

اس کے بعد یہ ارشاد فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و فرمانبرداری کی دعوت دی ہے: قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ "آپ کہہ دیجئے اگر تمھیں اللہ سے محبت ہے تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرنے گا اور تمھارے گناہ معاف کر دے گا" (آل عمران: 31)

یہ ایک ایسا عملی نمونہ ہے جس کی انسانوں کو ضرورت ہے اور جس سے وہ زندگی اور قوت واعتماد حاصل کر سکتا ہے اور یہ اطمینان کر سکتا ہے کہ دینی احکام زندگی پر نفاذ نہ صرف آسان بلکہ امر واقع ہے۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم زندگی، قوت اور اثر انگیزی سے بھرپور ہے اور ہمیشہ اصلاح تجدید کے کام فساد اور خرابیوں اور بدعتوں کے خلاف صف آراء اور برسر جنگ ہونے اور معاشرہ کا احتساب کرنے پر ابھارتی رہی ہے اور اس کے اثر سے ہر دور و ہر ملک میں ایسے افراد پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ جنھوں نے اصلاح وتجدید کا جھنڈا بلند رکھنا کفن بردوش ہو کر میدان میں آئے۔

بدعتوں خرافات اور جاہلی عادتوں سے کھلی جنگ کی اور دین خالص اور اسلام کی دعوت دی۔ اس لیے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم امت اسلامیہ کے ایک ناگزیر حقیقت اور اس کے وجود کے لیے ایک لازمی شرط ہے۔ اسی کی حفاظت، ترتیب وتدوین، حفظ اور نشر واشاعت کے بغیر امت کا یہ دینی وذہنی واخلاقی دوام وتسلسل برقرار نہیں رہ سکتا تھا۔
(تاریخ دعوت وعزیمت 170/1)

مولانا بدر عالم میرٹھیؒ:

سنت کیا ہے، وہ درحقیقت قرآن ہی کی دوسری ایک مفصل شکل ہے۔ اس کے مجملات کی تفصیل، اس کے مشکلات کا بیان اور اس کے مختصرات کی شرح ہے۔ مجملات کی تفصیل سے مراد یہ ہے کہ قرآن مجید میں روزہ، نماز، حج اور زکوۃ بلکہ تمام عبادات ومعاملات کی کوئی تفصیل ذکر نہیں کی گئی۔ سنت نے اس اجمال کی تفصیل بیان کی ہے۔ قرآن مجید نے اگر نماز کا حکم دیا ہے تو سنت نے اس کی ایک ایک چیز کی تفصیل بتائی ہے۔
(ترجمان السنۃ 125/1)

قرآن کی اصل حیثیت متن کی ہے

اور سنت مطہرہ اس کی شارح ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام محض کلام الٰہی کو لوگوں تک پہنچا دینا نہیں تھا بلکہ اس کی تبیین وتشریح بھی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کی وضاحت فرمائی ہے: وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۝ یہ ذکر (قرآن مجید) ہم نے آپ کی طرف اُتارا ہے تاکہ آپ لوگوں کی جانب جو نازل فرمایا گیا ہے اُسے کھول کھول کر بیان کر دیں شاید کہ وہ غور وفکر کریں۔
(النحل: 44)

یہ آیت کریمہ اس بات کو واضح کرتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری یہ ہے کہ قرآن مجید کی آیات کی مکمل تشریح اور وضاحت سے لوگوں کو باخبر کریں اور سیدھا راستہ واضح کریں۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے

اس طرح فرمایا: وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَهُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِیْهِ ۙ وَهُدًی وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۝ اس کتاب کو ہم نے آپ پر اس طرح اُتارا ہے کہ آپ ان کے لیے ہر چیز کو واضح کر دیں جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں اور یہ ایمان والوں کے لیے رہنمائی ورحمت ہے۔ (النحل:64)

اس آیت کی تفسیر میں علمائے کرام نے لکھا ہے: اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا: آپ ایک عظیم رسول ہیں اور ہم نے آپ پہ یہ قرآن مجید اس لیے نازل کیا ہے کہ آپ توحید وشرک اور ہدایت وگمراہی جیسے مسائل کھول کر بیان کر دیں اور یہ کتاب عظیم ہدایت کا سرچشمہ اور رحمت باری تعالیٰ کا منبع ہے۔ اس میں صحیح عقیدہ، عبادات کے طریقے، اسلامی آداب واخلاق اور انسانی زندگی کے تمام امور بیان کر دیے گئے ہیں مگر ہدایت ورہنمائی کے خزانوں سے وہی لوگ مستفید ہوں گے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں گے، غیر مومنین اس سے محروم ہو جائیں گے۔

مسلمانوں نے آغازِ اسلام سے لے کر آج تک اس پر چودہ سو سالہ تاریخ میں قرآن مجید کے بعد حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سینے سے لگائے رکھا اور اس کی پوری طرح حفاظت کی اور اسی علم حدیث کی ایسی خدمت کی جس کی مثال نہیں پیش کی جا سکتی اور ہر دور میں مسلمانوں نے اس پر ایمان رکھا کہ شریعت اسلامی کے دو ہی سرچشمے ہیں اللہ کی کتاب قرآن مجید اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ۔

قرآن مجید کے احکامات مجمل ہیں اور ان کے احکامات کی تشریح وتبیین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول وعمل سے فرمائی ہے۔

مولانا بدر عالم میرٹھیؒ لکھتے ہیں:

یہ واضح رہنا چاہیے کہ جب قرآن مجید کی جامعیت بلحاظ اقامت اصول ہے تو اب یہ ضروری نہیں کہ ہر ہر جزئی اس میں مذکور ہو، اگر ایسا ہوتو نہ حدیث کی ضرورت ہے نہ رسول کی۔ صرف اللہ تعالیٰ کی کتاب براہ راست اُتار دی جائے اور وہی تمام ضروریات کے لیے کافی ہو جائے۔ جب ایسا نہیں کیا بلکہ کتاب کے بیان کے لیے اس کے ساتھ ایک رسول بھیجا گیا۔ تو یہ ضروری ہوا کہ قرآن کو ایک اسلامی قانون بنا دیا جائے اور اس کے دفعات کی تشریح رسول کے سپرد کر دی جائے، یہ تشریحات تمام کی تمام اللہ تعالیٰ کی مراد کے مطابق ہوں گی مگر سب رسول کی زبان سے ہوں گی۔

(ترجمان السنہ 128/1)

حدیث کی تشریعی حیثیت؟:

قرآن وحدیث کا ربط معلوم کر لینے کے بعد اس بارے میں کوئی شبہ نہیں رہتا کہ حدیث کی حیثیت صرف تشریعی حیثیت ہے کیونکہ احادیث کا تمام ذخیرہ قرآن حکیم کا بیان اور اسکی شرح ہے۔ پس اگر قرآن کی حیثیت تشریعی ہے تو اس کے بیان کی حیثیت بھی تشریعی ہونی چاہیے۔

یہی عقیدہ صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک تمام اُمت کا ہے۔ قرآن مجید اپنے ماننے والوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل کو وہ عین دین سمجھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی طرز زندگی کو اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ طریقہ حیات تسلیم کریں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ''آپ کہہ دیجئے اگر تمہیں اللہ سے محبت ہے تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا''

(آل عمران:31)

اس آیت کی تفسیر میں حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ: یہ آیت کریمہ ان تمام لوگوں کے خلاف دلیل ہے جو اللہ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اور طریقہ محمدی پر گامزن نہیں ہوتے۔ جب تک آدمی اپنے تمام اقوال وافعال میں شرع محمدی کی اتباع نہیں کرتا وہ اللہ کی محبت میں کاذب ہوتا ہے۔

صحیح بخاری ومسلم میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس کا حکم ہم نے نہیں دیا وہ عمل مردود ہوگا۔

(جاری ہے)

ماہ شعبان اور شب براءت

مولانا عبداللطیف حلیم

شعبان کی وجہ تسمیہ:

شعب الشیء۔ شعبا متفرق ومنتشر ہونا، شاخ درشاخ ہونا، ظاہر ہونا۔ (القاموس الوحید ص۸۲۶)

حافظ ابن حجر ؒ فرماتے ہیں: وسمی شعبان لتشعبھم فی طلب المیاہ أوفی الغارات بعد أن یخرج شھر رجب الحرام۔ اہل عرب کا پانی کی طلب میں نکلنا یا حرمت کے مہینے رجب کے بعد پراگندہ حالت کی وجہ سے لوٹ مار کرنے کے سبب اس کا نام شعبان رکھا گیا ہے۔ (فتح الباری ۴/۲۶۸)

ماہ شعبان کے روزوں کی فضیلت:

رسول اکرم ﷺ ماہ شعبان میں کثرت سے روزے رکھتے تھے، حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں: کان رسول اللہ ﷺ یصوم حتی نقول لایفطر ویفطر حتی نقول لایصوم وما رأیت النبی ﷺ استکمل صیام شھر الارمضان وما رأیتہ اکثر صیاما منہ فی شعبان۔ رسول اکرم ﷺ روزے رکھنے شروع کردیتے ہم محسوس کرتے کہ اب آپ ﷺ روزے رکھتے ہی جائیں گے کبھی روزے رکھنا چھوڑ دیتے تو ہم خیال کرتے کہ اب آپ ﷺ روزہ رکھیں گے ہی نہیں۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ نبی معظم ﷺ نے ماہ رمضان کے علاوہ کسی بھی مہینے کے پورے روزے رکھے ہوں اور نہ میں نے شعبان کے مہینے سے زیادہ کسی اور مہینے کے روزے رکھتے ہوئے آپ ﷺ کو دیکھا۔ [صحیح بخاری کتاب الصوم باب صوم شعبان رقم: ۱۹۶۹]

دوسری حدیث میں ہے: لم یکن النبی ﷺ یصوم شھرا اکثر من شعبان نبی کریم ﷺ شعبان کے مہینے میں سب سے زیادہ روزے رکھتے تھے۔ (حوالہ مذکورہ رقم: ۱۹۷۰)

ماہ شعبان میں کثرت سے روزے رکھنے کی وجہ:

رسول اللہ ﷺ ماہ شعبان میں اتنی کثرت سے روزے رکھتے کہ آپ ماہ رمضان سے اسکو ملادیا کرتے تھے۔ سیدنا اسامہ بن زید ؓ فرماتے ہیں: قلت یارسول اللہ لم ارک تصوم شھرا من الشھور ماتصوم من شعبان قال ذلک شھر یغفل الناس عنہ بین رجب ورمضان وھو شھر ترفع فیہ الأعمال الی رب العالمین فاحب ان یرفع عملی وانا صائم۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ! میں نے نہیں دیکھا کہ جتنے آپ ماہ شعبان میں روزے رکھتے ہیں اتنے باقی مہینوں میں رکھتے ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: رجب اور رمضان کے درمیان جو مہینہ (شعبان) ہے لوگ اس سے غافل رہتے ہیں۔ یہی وہ مہینہ ہے جس میں اعمال رب العالمین کی طرف اٹھائے جاتے ہیں۔ مجھے یہ محبوب ہے کہ جب میرا عمل اللہ کے ہاں جائے تو روزے کی حالت میں جائے۔ [سنن نسائی کتاب الصیام باب صوم النبی ﷺ رقم: ۲۳۶۱]

ماہ شعبان کے دن شمار کرنا:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: کان رسول اللہ ﷺ یتحفظ من شعبان مالا یتحفظ من غیرہ ثم یصوم لرؤیۃ رمضان فان غم علیہ عد ثلثین یوما ثم صام۔ رسول اللہ ﷺ شعبان کی تاریخوں کو جس طرح یاد رکھتے کسی اور مہینے کی تاریخیں اس طرح یاد نہیں رکھتے تھے رمضان کا چاند دیکھ کر آپ ﷺ روزہ رکھتے اگر موسم ابرآلود ہوتا تو تیس دن کی گنتی پوری کرکے روزہ

رکھتے۔[سنن أبي داود كتاب الصيام باب اذا اغمي الشهر]

ماہ شعبان میں استقبالیہ روزے:

جہاں تک ماہ شعبان میں روزے رکھنے کا تعلق ہے وہ احادیث کی روشنی میں بیان ہو چکا ہے۔ ماہ شعبان میں رمضان کے بالکل قریب روزے رکھنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ عن أبي هريرة عن النبي ﷺ **لاتقدموا صوم رمضان بيوم ولا يومين الا أن يكون صوم يصومه رجل فليصم ذلك الصوم**۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی بھی تم میں سے ماہ رمضان سے ایک یا دو دن قبل روزہ نہ رکھے ہاں جو روٹین میں عادتاً رکھ رہا ہو وہ روزہ رکھ سکتا ہے۔[سنن أبي داود كتاب الصيام باب في من يصل شعبان برمضان]

اسی طرح سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے: ان **رسول الله ﷺ قال اذا انتصف شعبان فلا تصوموا** رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب شعبان آدھا گزر جائے تو پھر روزے نہ رکھو۔

ضروری وضاحت:

جن روایات میں ماہ شعبان کے روزے کی فضیلت بیان ہوئی ہے یا یہ کہ آپ ﷺ ماہ شعبان میں کثرت سے روزے رکھتے۔ وہ ان روایات کے معارض نہیں ہیں کہ جن میں نصف شعبان کے بعد یا ماہ رمضان کے متصل روزہ رکھنے کی ممانعت ہے، اس لیے کہ اس میں ان لوگوں کو منع کیا گیا ہے کہ جو عادتاً روزہ نہیں رکھتے یعنی سوموار، جمعرات یا ایام بیض وغیرہ کے روزے معمول سے نہیں رکھتے، جو ایسے روزے رکھتے ہیں انہیں تو اجازت دی گئی ہے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔ دوسری تطبیق یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اصل ممانعت تو صرف آخری ایک یا دو دن کی ہے۔ نیز جس کی عادت نہیں انہیں بھی کمزوری سے بچانے کے لیے شاید منع کیا گیا ہو تا کہ وہ ماہ رمضان کے روزے صحیح طرح رکھ سکے۔

پندرہ شعبان کا روزہ اور پندرھویں شعبان کی رات کی عبادت:

نفلی روزہ رکھنا اور رات کو تہجد ادا کرنا بہت ہی فضیلت رکھتے ہیں مگر جب اسے کسی بھی دن یا رات کے ساتھ خاص کیا جائے تو اس کے لیے کتاب وسنت سے دلیل کا پایا جانا ضروری ہے۔ آیئے اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ پندرہ شعبان کے روزے اور اس کی پندرھویں رات کی عبادت کی کیا حیثیت ہے؟

دلیل اول:

اس بارے میں سورۂ دخان کی یہ آیات پیش کی جاتی ہے: إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ ۚ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ ﴿٣﴾ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ ﴿٤﴾ بیشک ہم نے اس قرآن مجید کو برکت والی رات میں نازل کیا بیشک ہم ڈرانے والے ہیں اس میں ہر حکمت والے کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے [سورۃ الدخان: ۳،۴]

امام ابن کثیر فرماتے ہیں: **ومن قال: انها ليلة النصف من شعبان كما روي عن عكرمة فقد أبعد النجعة فان نص القرآن أنها في رمضان**۔ جو کہتے ہیں کہ یہ رات نصف شعبان کی رات ہے جیسا کہ عکرمہ سے روایت کیا گیا ہے تو یہ حقیقت سے بہت دور ہے۔ اس لیے کہ قرآن کی صریح نص میں ہے کہ یہ رات ماہ رمضان میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ﴿١﴾ ہم نے اس قرآن مجید کو لیلۃ القدر میں نازل کیا۔ (تفسیر ابن کثیر ۱۷۳/۴)

پھر فرماتے ہیں یہ جو حدیث ہے: **تقطع الآجال من شعبان الى شعبان حتى ان الرجل لينكح ويولد له وقد أخرج اسمه في الموتى** شعبان سے اگلے شعبان تک تمام کاموں کا فیصلہ ہوتا ہے یہاں تک کہ کسی آدمی کا نکاح کرنا، اس کی اولاد کا پیدا ہونا حتی کہ اس کا نام مرنے والوں میں ہے تو وہ بھی لکھا جاتا ہے۔ **فهو حديث مرسل ومثله لايعارض به النصوص** یہ حدیث مرسل ہے اور اس کی مثل دیگر روایات بھی نصوص کے سامنے کیسے پیش کی جا سکتی ہیں۔

[تفسیر ابن کثیر: ۱۷۳/۴، ۱۷۴]

نیز اس روایت کی سند میں ایک راوی عبداللہ بن صالح ہے۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں: کان أول أمرہ متما سکاثم فسد بأخرۃ یہ پہلے اچھا آدمی تھا مگر بعد میں (غلط احادیث کی وجہ سے) خرابی پیدا ہوگئی امام نسائی فرماتے ہیں: لیس بثقۃ یہ ثقہ نہیں۔ امام علی بن مدینی فرماتے ہیں: لاأروی عنہ شیئاً میں اس سے کوئی روایت قابل قبول نہیں سمجھتا۔ جالح جزرہ کہتے ہیں: کان ابن معین یوثقہ وھو عندی یکذب الحدیث ابن معین اس کی توثیق کرتے ہیں مگر میرے نزدیک حدیث میں جھوٹ بولنے والا ہے۔

[میزان الاعتدال: ۲/۴۴۱، ۴۴۰]

دلیل ثانی:

دوسری دلیل جو پندرہ شعبان کی رات کی عبادت اوردن کے روزے کے بارے میں بیان کی جاتی ہے وہ یہ ہے: عن علی بن أبی طالب قال قال رسول اللہ ﷺ اذا کانت لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلھا وصوموا نھارھا فان اللہ ینزل فیھا الغروب الشمس الی سماء الدنیا فیقول ألامن مستغفرلی فاغفرلہ الامن مسترزق فأرزقہ الامن مبتلی فاعافیہ الا کذا الا کذا حتی یطلع الفجر (سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوۃ والسنۃ فیھا باب ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان رقم: ۱۳۸۸)

سیدنا علی بن أبی طالبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: جب شعبان کے مہینے کی نصف کی رات ہو (پندرہ شب) تو اس رات کو عبادت کرو اور اس کے دن کا روزہ رکھو اس لیے کہ اللہ غروب آفتاب کے وقت ہی آسمان دنیا پر نزول کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہے کوئی جو بخشش چاہتا ہو مجھ سے میں اس کو بخش دوں۔ کوئی مجھ سے روزی مانگے میں اس کو رزق دوں کوئی بیمار ہے میں اس کو عافیت دوں یہی فرماتا رہتا ہے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے۔

اس روایت کی سند میں ایک راوی ہے: أبوبکر بن عبداللہ أبی سبرۃ اس پر سخت جرح ہے۔ امام بخاری نے اسے ضعیف قرار دیا ہے

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں: کان واضع الحدیث یہ حدیث گھڑا کرتا تھا۔ امام نسائی فرماتے ہیں: متروک یہ متروک ہے۔ امام ابن معین فرماتے ہیں: لیس حدیثہ بشیء اس کی حدیث کچھ نہیں (میزان الاعتدال للذھبی ۴/۵۰۳، ۵۰۴) حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: رموہ بالوضع اس پر حدیثیں گھڑنے کا الزام ہے۔ (تقریب التھذیب)

دلیل ثالث:

ام المومنین عائشہؓ فرماتی ہیں: ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو نہ پایا تو میں آپ کو ڈھونڈنے نکلی۔ دیکھا تو آپ بقیع میں تھے اور اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: اے عائشہ کیا تو ڈرتی تھی کہ اللہ اور اس کا رسول تجھ پر ظلم کرے گا۔ سیدہ عائشہ نے عرض کی ہرگز نہیں بلکہ میں نے خیال کیا آپ کسی اور بیوی کی طرف تشریف لے گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ شعبان کی نصف والی رات میں اترتا ہے اور بنوکلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ لوگوں کو معاف کردیتا ہے، اس روایت کی سند میں ابوبکر بن عبداللہ أبی سبرہ راوی ہے جس پر تفصیل گزر چکی ہے لہٰذا یہ روایت بھی ثابت نہیں۔

دلیل رابع:

ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو توجہ فرماتا ہے سوائے مشرک اور بغض رکھنے والے کے تمام لوگوں کو معاف کردیتا ہے۔ اس روایت کی سند میں ولید بن مسلم مدلس ہے اور یہ روایت معنعن ہے اس طرح ابن لھیعہ راوی ہے صدوق ہونے کے باوجود اس کا حافظہ خراب ہوگیا تھا۔ (تنقیح الرواۃ ۱/۲۴۳) تیسرا راوی اس روایت میں ضحاک بن أیمن ہے۔ حافظ ابن حجر نے اسے مجہول من السادسۃ قرار دیا ہے (تقریب التھذیب ۱/۳۷۴)

ان کے علاوہ کچھ دیگر روایات بھی ہیں جو کہ ضعیف ہیں لہٰذا پندرہ شعبان کی رات کا قیام یا دن کا روزہ مشروع اور مسنون نہیں جو چیز سنت نہیں دین کے مکمل ہونے کے بعد اسے اختیار کرنا گمراہی ہے۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ جس نے ہمارے دین میں نیا کام شروع کیا جس کا دین میں کوئی ثبوت نہیں پس وہ مردود ہے۔ [صحیح بخاری کتاب الصلح باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فالصلح مردود رقم: ۲۶۹۷]

شب براءت کی حقیقت:

لفظ شب فارسی زبان اور براءت عربی کا لفظ ہے۔ قرآن و حدیث میں کسی بھی اصطلاح کے لیے عربی اور فارسی الفاظ استعمال نہیں ہوتے بلکہ عزت والی رات کے لئے "لیلۃ القدر" "لیلۃ مبارکۃ" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں اصطلاحی اعتبار سے بھی "شب براءت" کی کوئی حقیقت نہیں۔

"براءۃ" کا مفہوم: اَلْبُرْءُ وَالْبَرَاءُ والتَّبَرِّی کے اصل معنی کسی مکروہ امر سے نجات حاصل کرنے کے ہیں۔ اس لئے کہا جاتا ہے: بَرِئْتُ مِنَ الْمَرَضِ میں تندرست ہوا۔ بَرِئْتُ مِنْ فُلَانٍ وَتَبَرَّأْتُ میں فلاں سے بیزار ہوں۔ براءۃ من اللہ ورسولہ اللہ اور اسکے رسول کی طرف سے بیزاری کا اعلان ہے: اِنَّ اللّٰہ بری ء من المشرکین ورسولہ اللہ اور اس کا رسول مشرکوں سے بیزار اور دست بردار ہیں۔

[مفردات القرآن ص ۸۰]

اس اعتبار سے بھی "شب براءۃ" کا معنی درست معلوم نہیں ہوتا اور نہ ہی اسے نصف شعبان کی رات کے لیے استعمال کیا گیا ہے، جب معنوی اعتبار سے بھی اس رات کی کوئی حقیقت نہیں تو ہمیں بھی اس سے بیزاری کا اعلان کرنا چاہئے۔

ماہ شعبان کی بدعات:

شیخ احمد بن حجر "ماہ شعبان کی بدعات" کے عنوان میں یوں رقمطراز ہیں: پندرہویں شعبان کی رات کا نام لوگ "شب براءت" رکھے ہوئے ہیں اور یہ گمان رکھتے ہیں کہ اس رات گناہ بخشے جاتے ہیں عمریں بڑھائی جاتی ہیں روزیوں میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ بنابریں لوگ رات بھر جاگ کر زور زور سے دعائیں کرتے ہیں ان دعاؤں کو لوگوں نے از خود گھڑ لیا ہے جن میں عمر اور روزی میں اضافہ کی درخواست کی جاتی ہے۔ پھر لوگ قبروں کی زیارت کرتے، چراغ جلاتے ہیں، قبروں پر پھول چڑھاتے ہیں۔ گذشتہ شعبان سے لیکر موجودہ شعبان تک جو لوگ مرے ہوتے ہیں ان کا نام رجسٹر میں درج کرتے ہیں۔

حلوہ بناتے ہیں، بیوہ عورت یہ سمجھتی ہے کہ اس کے شوہر کی روح پندرھویں شعبان کی رات میں آئے گی اس لیے اس کے واسطے کھانا پکاتی ہے اور اس کے انتظار میں بیٹھتی ہے علمائے سوء اس رات کے لیے لیلۃ القدر جیسی فضیلتیں بیان کرتے ہیں اور لوگوں کے ذہن میں یہ بات ڈالتے ہیں کہ لیلۃ القدر میں جس روح کے نزول کا ذکر قرآن مجید میں ہے اس سے مراد مردوں کی ارواح ہیں (بدعات کا شرعی پوسٹ مارٹم ص ۶۸۷) یعنی وہ تمام کے تمام اعمال جو نصف شعبان کی نسبت سے کئے جائیں وہ بدعت ہیں اس لیے کہ قرآن وسنت میں انکی کوئی اصل نہیں۔

آتش بازی اور چراغاں کرنا:

دین اسلام کا نام ہی "سلامتی" کا پیغام دیتا ہے یعنی اسلام کو ماننے والے اور مسلم ہونے کے دعویدار آپس میں ایک دوسرے کے لیے امن وسکون کا باعث ہیں۔ جس رات اور دن کی اسلام میں کوئی حیثیت نہیں یعنی شعبان کی پندرھویں رات اور دن۔ جب اس رات میں عبادت اور دن کا روزہ مشروع نہیں کہ اسے سنت سمجھتے ہوئے کیا جائے تو ایسے امور جن کی اسلام میں کسی طرح بھی گنجائش نہیں کیا وہ امور جائز ہو سکتے ہیں؟ کہ جس سے لوگوں کو ڈرایا جائے۔ گھر برباد کیے جائیں، مسلمانوں کا نقصان کیا جائے۔

نبی کریم ﷺ نے تو یہاں تک ارشاد فرمایا: من مر في شيء من مساجدنا أو أسواقنا ومعه نبل فليمسك أو ليقبض على نصالها بكفه أن يصيب أحدا من المسلمين منها شيء جو ہماری مسجدوں میں سے کسی مسجد سے یا بازاروں میں سے کسی بازار سے گزرے اور اسکے پاس تیر ہو تو اسے اچھی طرح روک کر رکھے یا اس کا اگلا حصہ مضبوط پکڑ لے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی مسلمان کو اس سے کوئی تکلیف پہنچ

جائے۔ (صحیح بخاری کتاب الصلوۃ باب المرور فی المسجد رقم: ۴۵۲)

جو اسلام تیر یا نیزہ دکھلا کر چلنے کی اجازت نہیں دیتا اس کے دعویدار "شب براءت" کے نام پر آتش بازی کریں، پٹاخے چلائیں، فائرنگ کریں، ان افعال پر پانی کی طرح مال بہائیں۔ مسلمانوں کو پریشان اور مرعوب کریں۔ ان کی راتوں اور دن کا سکون برباد کریں یہ کیسے مسلم ہیں؟ اللہ رب العزۃ نے ارشاد فرمایا: ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین (الاسراء: ۲۷) بے جا خرچ کرنے والے تو شیطانوں کے بھائی ہیں۔ قیامت کے دن لتسئلن یومئذ عن النعیم جو نعمتیں بھی استعمال کی ہوں گی ان کے بارے میں سوال ہوگا تو بے جا خرچ کیے گئے مال کا کیسے حساب چکائیں گے؟ مسلمان بھائیو! دین کی مخالفت سے خود بھی رک جائیں دوسروں کو بھی باز رکھیں اس میں ہماری کامیابی کا راز مضمر ہے۔ اس حقیر سی کاوش کی خوبیاں اللہ کا احسان ہے اور غلطیاں بندۂ ناچیز کی نااہلی ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ اس مضمون کو ہر مسلمان کی اصلاح کا سبب بنادے۔ آمین

روانگی عمرہ

صوبہ سرحد کے امیر مولانا نسیم اللہ خاں ایڈووکیٹ عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لیے سعودی عرب روانہ ہو گئے ہیں۔ جہاں وہ عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ حرمین شریفین کے ائمہ کرام سے ملاقات کریں گے۔ اس کے علاوہ جامعہ اُم القریٰ مکہ مکرمہ اور جامعہ الاسلامیہ مدینہ منورہ کا دورہ بھی کریں گے۔ انھیں اسلام آباد ایئر پورٹ سے الوداع کرنے کے لیے کارکنوں کی بڑی تعداد موجود تھی۔

(منجانب: محمد ادریس خلیل ناظم اعلیٰ جماعت اہلحدیث صوبہ K.P.K)

ضرورت خطیب

جامع مسجد اہلحدیث شجانوالی چونیاں میں خطابت کے لیے جید اور خوش الحان عالم دین کی ضرورت ہے۔ خدمت حسب توفیق بھرپور کی جائے گی

(المعلن: حاجی شیخ محمد سلیم ناظم مسجد اہلحدیث شجانوالی چونیاں ضلع قصور)

تبلیغی سرگرمیاں

(1) جماعت اہل حدیث تحصیل مریدکے کے زیر اہتمام 12 مئی 2014 بروز سوموار بعد نماز عشاء مرکزی جامع مسجد اہلحدیث ننگل ساہداں میں زیر صدارت مولانا عبدالعزیز آف ننگل ساہداں منعقد ہوا۔ اجلاس کا آغاز تلاوت کلام مجید سے کیا گیا جس میں مفسر قرآن مناظر اسلام حافظ عبدالوہاب روپڑی نے "دین کسی کے دروازے پر نہیں جاتا" کے عنوان پر شاندار خطاب کیا اور مولانا امانت الرحمن عثمانی نے صبر اور شکر کی فضیلت کے عنوان پر خطاب کیا۔ موسم کی خرابی یعنی تیز بارش اور آندھی کے باوجود پروگرام اپنی مثال آپ تھا اور رات گئے تک جاری رہا۔ جس میں جماعت کے مقامی علماء نے بھی شرکت کی اور حضرت حافظ صاحب کی دعائے خیر کے ساتھ یہ عظیم الشان پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

(2) 14 مئی بروز بدھ بعد نماز مغرب جامع مسجد مدنی اہلحدیث جد کے مریدکے میں ایک تبلیغی و اصلاحی پروگرام منعقد ہوا۔ جس میں حافظ نوید احمد امیر جماعت اہلحدیث تحصیل مریدکے نے خوف الٰہی کے موضوع پر انتہائی پُراثر گفتگو فرمائی۔ اسی طرح جماعت کے معروف خطیب مولانا خالد عبداللہ خطیب اعظم مریدکے نے "کامیاب کون" کے عنوان پر مدلل خطاب کیا۔ آخر میں خطاب جماعت اہلحدیث کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد سلیمان شاکر نے توبہ کی اہمیت پر سیر حاصل گفتگو کی۔ اس پروگرام کے مہمان خصوصی مولانا عبدالحمید سلفی امیر جماعت اہلحدیث ضلع شیخوپورہ تھے۔ یہ پروگرام بھی اپنی افادیت کے اعتبار سے منفرد تھا۔ (منجانب: میاں عبدالقدیر ناظم اعلیٰ جماعت اہلحدیث تحصیل مریدکے شیخوپورہ)

روانگی عمرہ

جماعت اہلحدیث پاکستان کے سیکرٹری اطلاعات مولانا شکیل الرحمن ناصر سعادت عمرہ کی غرض سے سعودی عرب روانہ ہو گئے ہیں جہاں وہ عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے ساتھ حرمین شریفین کے ائمہ کرام اور جامعہ اُم القریٰ مکہ مکرمہ اور جامعہ الاسلامیہ مدینہ منورہ کا وزٹ بھی کریں گے۔ (منجانب: شعبہ نشر و اشاعت جماعت اہلحدیث لاہور)

نشیب وفراز

احسان الحق شاہ

قوموں پہ آزمائش کی گھڑیاں آتی رہتی ہیں، یہ آزمائشیں عموماً کرتوتوں کی پاداش میں آتی ہیں۔ انفرادی جرائم سے قدرت بہت حد تک چشم پوشی کرتی ہے۔ اکثر وبیشتر بہانے سے معاف ہی فرمادیتی ہے۔ اگر ہر شخص سوچنے بیٹھے تو اس کو ایسے بیسیوں کرتوت نظر آئیں گے جن سے قدرت نے اغماض کرتے ہوئے اسے توبہ اور اصلاح کے کئی مواقع دیئے ہوں گے۔ کیا یہ بات باعث افسوس نہیں کہ ایک انسان ساٹھ یا ستر سال یوں غفلت میں گزار دے اور کبھی اپنی کوتاہیوں کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھے اور عالم نزع میں تلیاں ملتا رہ جائے اور آگے سے جواب آئے کیا میں نے تجھے ایک طویل عرصے تک مہلت نہیں دیئے رکھی؟ فرعون کو دریائے نیل میں غرق ہوتے وقت یہی جواب ملا تھا۔ لیکن! قدرت کسی قوم کا اجتماعی جرم کبھی معاف نہیں کرتی۔ ہاں انہیں بھی مہلت دی جاتی ہے، کبھی معمولی معمولی جھٹکے بھی دیئے جاتے ہیں تاکہ رجوع کرلیں مگر جب کوئی قوم بہت دور نکل جائے، نہ اسے اپنے گناہوں کا احساس ہو نہ قدرت کی لاٹھی کا کوئی ڈر تو بڑے بڑے برج الٹا کے رکھ دیئے جاتے ہیں۔ اہل فرنگ کی غلامی سے تنگ برصغیر کے مسلمانوں نے آزادی کی مہم چلائی۔ دوقومی نظریہ کا اعلان کیا گیا اس نظریہ کے پہلے موجد حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان آزاد پیدا ہوا اور کسی کو یہ اختیار نہیں کہ اسے غلام بنائے۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ دنیا میں دو ہی مکاتب فکر ہیں: ایک مسلمان اور دوسرے کافر۔

ان دونوں میں ازل سے دشمنی کی دیواریں حائل ہیں اور تا قیامت رہیں گی۔ ان کی باہمی دوستی کے سارے اعلانات عارضی اور وقتی ہوتے ہیں۔ ہم نے کتنی بار ہندوستان کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا مگر ہر بار اس نے اپنی تاریخ دہراتے ہوئے ہمارے خلوص کی کوئی قدر نہ کی جبکہ ہمارے نبی ﷺ نے تو میثاق مدینہ کی خلاف ورزی کرنے والوں سے پھر کبھی کوئی معاہدہ کیا ہی نہ تھا۔ مشرکین مکہ نے ایک بار معاہدہ توڑا تو نتیجہ میں مکہ فتح ہو گیا۔ اُدھر نام نہاد یہودی ریاست کو دیکھئے، اپنے اعمال کے ذریعے قرآن کی صداقت کی گواہی دے رہے ہیں، ہر دفعہ وعدہ کرکے مکر جانا ملتِ کفر کا ہمیشہ کا معمول ہے۔ لیکن ہم نے اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کر لینے کے بعد اپنے عہد کی کہاں تک پاسداری کی؟ تقریباً پون صدی ہونے کو ہے، قربانیاں دینے والے ہمارے اکابر کی اکثریت اپنا خواب شرمندۂ تعبیر ہونے کی حسرت وخواہش کے ساتھ اس عالمِ فانی سے رخصت ہو چکی ہے اور حد تو یہ ہے قدرت ہمیں جھنجوڑتی رہی، کبھی شمال میں زلزلہ کی صورت میں اور کبھی جنوب میں سونامی اور سیلاب کی شکل میں۔

وہ دیکھ رہی ہے کہ نیک جذبات رکھنے والوں کی اولاد کے دل و دماغ میں ابھی دین کی رمق باقی ہے۔ یہ عدم پاسداری عہد میں کلی قصوروار بھی نہیں، انہیں ملت کفر نے اپنے پنجوں میں دبوچ رکھا ہے۔ ان کا دشمن مختلف انداز میں ان کو مفلوج اور اپاہج بنانے میں سرگرم ہے، یہ پانی کی قلت، یہ بجلی کا غائب ہونا، یہ گیس عنقا ہو جانا، یہ دہشتگردی، ہر طرف بدامنی اور بے اطمینانی یہ سب انہیں جھوٹے یاروں کے عطا کردہ تحفے ہیں۔ یہ علاقہ جسے گورا سونے کی چڑیا کہا کرتا تھا، معلوم نہیں وہ چڑیا اڑ کر کہاں چلی گئی؟ چلی کہیں نہیں گئی، قفس بند ہو چکی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ آج بھی اس چڑیا کو شکار کرنے کے چکر میں ہے اور کبھی کبھی گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے کے مناظر بھی سامنے آجاتے ہیں۔ کیا ہم گھبرا جائیں؟ نہیں ہرگز نہیں، یہی تو ہمارے دشمن کی خواہش ہے۔ اسی لئے تو وہ ہمیں باہم دست وگریباں کرنے کیلئے کوشاں ہے۔ کبھی صوبائی عصبیت کا بیج بو کر اور کبھی مذہبی منافرت کا بھوت کھڑا کرکے، وہ ہمارے حوصلے پست کرنا چاہتا ہے۔

اللہ کا شکر ہے کہ ابھی ہم پر وہ وقت نہیں آیا جیسے اگلوں پر آیا تھا، ان کی تو زبانیں مقفل کردی گئی تھیں، ان کی نظروں پر پہرے لگا دئے گئے تھے۔ ان کے لاکھوں نومولود بچوں کو قتل کردیا جاتا، ان کی لڑکیوں کو ہوس کا نشانہ بنانے کے لئے زندہ رہنے دیا جاتا۔ یاد رہے کہ ملتِ کفر کی اقدار

مشترک ہوا کرتی ہیں اگر ہم نہ سنبھلے، ہم نے قربانی کو شعار نہ بنایا تو بعید نہیں کہ اب بھی وہ سب کچھ بھی کر گزریں جو ان کے بڑوں نے کیا۔

آپ دیکھتے نہیں خونِ مسلم کس طرح ارزاں ہو چکا ہے۔ ہمارا دشمن بھائی کے ہاتھوں بھائی کا خون بہا رہا ہے، غور کیجئے کہ کیا کہیں کسی غیر مسلم ملک میں بھی افراتفری نظر آتی ہے؟ کیوں نہیں آتی؟ اس لئے کہ ہم وہ کام نہیں کرتے جو وہ کرتے ہیں، ہم تو امن اور سلامتی کے پیامبر ہیں، ہم بے گناہوں اور معصوموں کا خون نہیں بہاتے۔ ہم دنیا میں قیامِ امن چاہتے ہیں، ہم کہتے ہیں خدا کے لئے" جیو اور جینے دو"

حقیقت یہ ہے کہ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔ یہ درست ہے کہ ہمیں گولی کا ستعمال اچھا نہیں لگتا لیکن دانشور کہتے ہیں: ''تہذیب کے مریض کو گولی سے فائدہ'' بیت المقدس پر قابض ہونے کے بعد عیسائی جنرل نے سلطان صلاح الدین ایوبی کی قبر پر لات مارتے ہوئے کہا تھا" اٹھو کہ ہم پھر آ گئے ہیں" اور ہمارے قومی شاعر کہہ فرما گئے۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

کفر اور عقل دو متضاد چیزیں ہیں جو اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ بالکل ایسے ہی جیسے کافر اور ایفائے عہد یا کافر اور سچ گوئی، کافر اور رحمدلی، درندے میں عقل نہیں ہوتی تبھی تو وہ معصوم جان کو کھلے عام چیر پھاڑ ڈالتا ہے۔ اس کی چیخ و پکار کی اسے کوئی پرواہ نہیں ہوتی، یقین نہ آئے تو ڈرون حملوں کے ذریعے لقمۂ اجل بننے والوں کو دیکھ لیجئے۔ ایسے لوگوں کے لئے عقل سے ماوراء فیصلے ہی سودمند ہوا کرتے ہیں۔ خوب فرمایا تھا اقبال نے:

اچھا ہے کہ پاس رہے یہ پاسبانِ عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

ایک صاحب ثروت وحشمت بڑے زندہ دل تھے۔ جو خواہش دل میں اٹھتی پوری کرتے۔ ایک مرتبہ انہوں نے شوقیہ طور پر بھیڑیے کے بچے گھر میں پالے، وہ صاحب بھیڑ بکریوں کے بھی شوقین تھے، بھیڑیے کے بچوں کو روز اول سے بھیڑ بکریوں کے ریوڑ میں رکھا تا کہ ان سے مانوس رہیں، یہاں تک کہ جب چرواہا ریوڑ لے کر جاتا تو وہ بھیڑیے بھی ساتھ جاتے اور کتوں کی طرح ریوڑ کی حفاظت کرتے۔ چرواہا مطمئن رہتا، ایک روز اچانک پالتو بھیڑیوں نے ریوڑ پر حملہ کر کے بے شمار بھیڑ بکریوں کو چیر پھاڑ ڈالا۔ نواب صاحب کو علم ہوا تو بجائے چرواہے پر برسنے کے، بولے، نہیں نہیں چرواہا بے قصور ہے، درندہ آخر درندہ ہی ہوتا ہے، اسے ہزار ناز نخروں سے پالو پوسو، اس کی جتنی خدمت اور خاطر تواضع کرتے رہو، ایک نہ ایک دن وہ اپنا اصلی روپ میں آ ہی جاتا ہے۔ بھیڑیا جبلی طور پر بھیڑ بکری کا ازلی وابدی دشمن ہے، ان میں دوستی کا تصور بھی کرنا عقل وانصاف کا خون ہے۔ ہمیں اللہ نے یہی نصیحت فرمائی کہ کبھی بھی ازلی وابدی دشمن کی طرف دوستی کا ہاتھ نہ بڑھانا، انہوں نے تو نبیوں کو بھی معاف نہ کیا اور یا تو اپنا مذہب چھوڑ دو، دو یا پھر یہ علاقہ۔ (القرآن) یہ وہی ہیں جن کے بڑے کہتے تھے کہ ان اُمیوں کا مال کھانے میں کوئی گناہ نہیں۔ (القرآن) یہ لوگ آج بھی ہمارے علاقوں کو اپنی موروثی جاگیر سمجھ کر ہتھیانے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ ہم کہتے ہیں" ہر ملک ملکِ ماست کہ ملکِ خدائے ماست" ساری زمین اللہ کی ہے اور اس پر سب کو رہنے کا مساوی حق ہے۔

درندہ درندہ ہی رہتا ہے۔ جیسے بھیڑ بکریوں میں پلنے والے بھیڑیے کے بچے اپنی عادت سے مجبور تھے، عرصہ دراز تک بھیڑ بکروں کے باڑے میں رہنے کے باوجود انہوں نے بکریوں کی کوئی صفت نہ اپنائی خونخوار کے خونخوار ہی رہے اور نہ بکریوں نے کبھی چیر پھاڑ کی، مطلب تو آپ سمجھ ہی گئے ہوں گے۔ جن لوگوں نے صدیوں تک مسلمانوں کا عروج دیکھا ان کا منصفانہ برتاؤ دیکھا، اسلام کا جھنڈا ان کے علاقوں میں صدیوں تک لہراتا رہا مگر نہ انہیں اپنی جاگیروں سے کسی نے محروم کیا اور نہ جبراً مذہب تبدیل کرنے پر مجبور۔ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ اگر کوئی کافروں کی طرف رجحان رکھتے ہوئے اور ان کے ہاں چلا جائے تو ہم ان کی واپسی کا مطالبہ بھی نہیں کرتے۔ جیسے یوسف کذاب، تسلیمہ نسرین یا رسوائے زمانہ سلمان رشدی برطانیہ میں جا بیٹھے، اسلام اور اہل اسلام یا سرزمین پاکستان کے بدخواہ کو وہی پناہ اور تحفظ دے سکتا ہے جسے ان کا وجود قابل قبول اور

برداشت نہیں۔ بلکہ بقول شاعر کہتے ہیں: ''پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا'' زمانے کی تعریف کرتے ہوئے کسی نے کہا تھا

زمانہ کہ زنجیر ایام ہے
دنوں کے الٹ پھیر کا نام ہے

اگر وہ دن نہیں رہے تو یہ دن بھی نہیں رہیں گے۔ کبھی تو مطلع صاف ہوگا، ذرا ماضی کے جھروکے میں جھانک کر دیکھئے۔ آپ کو بے شمار قوموں کا نشیب و فراز نظر آئے گا۔ کبھی ارض باغ ارم والی قوم عاد کے چرچے تھے، وہ دنیا کی ممتاز قوم جس کے بارے میں اللہ نے فرمایا: میں نے ویسی قوم روئے زمین پر دوبارہ پیدا ہی نہیں کی (القرآن) پھر قوم ثمود کو عروج ملا، کبھی نمرود تو کبھی فراعنۂ مصر بام ثریا کو چھونے لگے۔

ماضی قریب پہ نگاہ ڈالیے۔ ایک وقت تھا کہ فرانس کا طوطی بولتا تھا وہ بھی مائل بہ پستی ہوا اور برطانیہ یوں ابھر کر سامنے آیا کہ اس کی سلطنت میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔ پھر وہ بھی سمٹتے سمٹتے سمٹ ہی گیا، روس کا دور دورہ تو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، جو کبھی کسی کو خاطر میں نہیں لایا کرتا تھا، اللہ نے اس کا بھی تختہ اُلٹا دیا اور اب امریکہ بہادر دنیا میں بلا شرکتِ غیرے چودراہٹ کی شیخیاں بگھارتا پھرتا ہے۔ یہ تو اللہ کی لاٹھی سے اس قدر نڈر اور بے خوف ہو گیا ہے کہ گویا خدا ہے ہی نہیں، اب اس پر بھی زوال کے سائے منڈلانے لگے ہیں، سچ ہے:

''ثبات اک تغیر کو ہے زمانے میں''

دیکھئے اب آگے کون لوگ عروج وزوال کی منازل کی طرف پیش قدمی کرتے ہیں، جو بھی آئے بڑی خوشی سے آئے مگر یہ جان لے کہ اہل اسلام کا وجود ان شاء اللہ باقی رہے گا۔ اگر مٹے گا تو کفر ہی مٹ کر رہے گا، یہ پیشین گوئی امام کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کی ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ سورج مغرب سے نکل سکتا ہے مگر آنحضرت ﷺ کی زبان اطہر سے نکلی ہوئی بات ایسی پختہ ہے گویا کہ ہو چکی۔ ابھی مسلمانوں پر آزمائش کا دور ہے، ویسے سب لوگ ہی زیر آزمائش ہیں، کوئی تنگی کے ساتھ اور کوئی آسودگی کے ساتھ آزمایا جا رہا ہے، مگر لگتا یوں ہے کہ مسلمانوں کے لئے نزول مسیح ﷺ تک صعوبت وآزمائش کا دور ہوگا، ابھی دجال نے اپنے دجل دکھلانے ہیں، نزول عیسیٰ علیہ السلام تو عالم کفر و الحاد کے لئے پروانۂ اجل ہوگا اور اس کے بعد پوری روئے زمین پر امن وانصاف والا اسلامی جھنڈا لہرائے گا۔

یہ بھی یاد رکھنے والی بات ہے کہ جب دنیا میں کوئی بھی مسلمان باقی نہ رہا تو یہ عالم کفر کے لئے قیامت کبریٰ کا اعلان ہوگا۔ پھر نہ آسمان رہے گا نہ زمین، نہ چاند رہے گا نہ ستارے، نہ جنات رہیں گے نہ ملائکہ، اللہ کو اہل اسلام سے اتنا پیار ہے کہ جب یہ نہیں رہیں گے تو اسے کچھ بھی اچھا نہیں لگے گا، اس لئے پھر ساری کائنات کو فنا کر دے گا۔

عالمی اتحادِ اُمت کانفرنس سے فکر انگیز خطاب

ملی یکجہتی کونسل کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی عالمی اتحادِ اُمت کانفرنس کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ عبدالغفار روپڑی امیر جماعت اہلحدیث پاکستان نے کہا کہ اختلاف وافتراق ایک ایسی شے ہے جو اقوام کو تباہ کر دیتی ہے۔ آپ تاریخ کے اس دور پر نظر رکھیں جب عالم اسلام متحد تھا تو فتوحات کا سلسلہ جاری تھا۔

جب اُمت میں افتراق پیدا ہوا تو جنگ جمل اور جنگ صفین کی صورت میں اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچا۔ سقوط اندلس، سقوط بغداد دیکھیں، سنی شیعہ افتراق کا ہی شاخسانہ ہے۔ میں بحیثیت مسلمان عالم اسلام سے التماس کرتا ہوں کہ متحد ہو جاؤ، ورنہ پارہ پارہ ہو جاؤ گے۔ انھوں نے مزید کہا کہ اسلامی ممالک دوسرے ممالک میں دخل اندازی نہ کریں۔ بحرین، شام، مصر کے مسائل میں ہمیں یا کسی بھی اسلامی ملک کو مداخلت نہیں کرنی چاہیے۔ ہمارے ملک میں دیوبندی، بریلوی، شیعہ اور اہلحدیث مسلمان ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مسلمان ایک دیوار کی مانند ہیں، لیکن یہاں ایک دیوار دوسری دیوار کو گرانے کی کوشش کرتی ہے۔ اگر ہم ملک میں امن چاہتے ہیں تو ہمیں دیگر مسالک کا احترام کرنا ہوگا۔ اسی میں ہی ہماری بھلائی ہے۔ بقول شاعر

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں بیرون دریا کچھ نہیں

مولانا محمد یوسفؒ علمائے سلف کی نظر میں

مولانا عنایت اللہ امین (مدرس دارالحدیث راجووال) قسط نمبر 3 آخری

مولانا کا علماء سے تعلق اور محبت:

مکتوب بنام مولانا عبدالجبار سلفی، کراچی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

اللھم بالصحۃ محترم عرصہ دراز سے صحیفہ اہلحدیث کا قاری ہوں، یقیناً یہ جریدہ توحید وسنت کا صحیح معنوں میں ترجمان ہے۔ یہ دور لٹریچر کا ہے جبکہ فحش قسم کا لٹریچر ہر سو پھیل رہا ہے مگر افسوس ہمارے مالی وسائل کمزور ہیں بایں وجہ اشاعتی کام جس طرح ہونا چاہیے کما حقہ نہیں ہو رہا۔

اللہ تعالیٰ آپ کی دستگیری فرمائے، جب بھی آپ لوگ یاد آتے ہیں تو مدرسہ دارالکتاب والسنہ صدر بازار دہلی کا نقشہ ذہن میں آ جاتا ہے۔ جبکہ قاری عبدالغفار مرحوم کا بچپن تھا، اُستاد محترم محدث وقت حافظ عبدالستار دہلوی مرحوم کا عالم شباب تھا۔ اُن کے دروس وخطبات آج بھی ذہن میں ہیں اناللہ وانا الیہ راجعون۔ محترم آپ کا خاندان میرے نزدیک صحیح معنوں میں خالص سلفی لوگوں کا ہے، گو اب کافی علمی وعملی کمزوری آ گئی ہے، محترم حالیہ تاریخ میں پچانویں فیصد لوگ بے نماز ہیں، جبکہ اسلام میں ترک صلوۃ کا کوئی وجود نہیں بلکہ تارک صلوۃ کا ترک جنازہ کا وجود پایا جاتا ہے۔

عرصہ سے میری خواہش ہے کہ حضرت الاستاذ کا رسالہ "بے نماز" شائع کیا جائے، الحمدللہ یہ پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی ہے کہ یہ رسالہ چھپ گیا ہے۔ میں تو چاہتا ہوں کہ یہ رسالہ پاکستان بھر کے دینی مدارس میں شامل نصاب کیا جائے تاکہ بچپن سے ہی طلبہ میں نماز کی اہمیت ذہن نشین ہو جائے۔

محترم پچاس عدد رسالہ "بے نماز" قیمتاً ارسال کر دیں میں انشاءاللہ نصاباً مدرسہ میں شامل کرنا چاہتا ہوں، دعاؤں میں یاد رکھیں۔ مولانا عبدالقہار صاحب کو ہدیہ سلام پیش کریں، اللہ تعالیٰ مرحومین کو جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ آمین۔ یاد رہے اصل میں یہ خط ایک تعزیتی خط ہے جو صحیفہ اہلحدیث میں شائع بھی ہوا تھا۔ طالب الدعوات محمد یوسف خادم دارالحدیث راجووال اوکاڑہ۔

(کیم تا 15 جولائی صحیفہ اہلحدیث 2001ء)

مکتوب بنام شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف حفظہ اللہ:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج گرامی بخیر خواہم ماہوالمرام ایں کہ آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا کاشف احوال ہوا اور ساتھ ہی آپ کا گرامی نامہ پڑھ کر اس بات پر افسوس بھی ہوا کہ آپ نے میرے عدم رابطہ کی شکایت کی جبکہ صورت حال یہ ہے کہ آپ کے ہاں مختلف مواقع ہر سال پیش آتے رہتے ہیں آپ نے بندہ کو کبھی یاد نہیں کیا۔

مجھے علم ہے کہ ہر آدمی کا ایک نظریہ ہوتا ہے تاہم میں نے کبھی کسی ساتھی سے گلہ وشکایت نہیں کی کہ آپ ہماری نظر میں علمی شخصیت اور محدث شخص ہیں اور آپ محترم ہیں۔ بندہ ناچیز کی طرف سے عدم رابطہ پر معذرت قبول فرمائیں اور بسلسلہ خطبہ جمعہ جو آپ حکم کریں بندہ ان شاء اللہ العزیز بشرطیکہ صحت وزندگی ضرور حاضر ہوگا۔ لیکن ایک ماہ قبل حکم نامہ صادر فرمائیں تاکہ میں اپنے خطبے کا بندوبست کر سکوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور احباب گرامی عزیز حافظ عبدالرحمن اور حافظ احسن، محسن اور پرسان احوال حضرات کو سلام عرض کریں۔ والسلام

محمد عبداللہ امجد چھتوی ستیانہ بنگلہ فیصل آباد

11-04-1997

مکتوب بنام حافظ عبدالوحید سوہدروی حفظہ اللہ:

از: محمد یوسف خادم دارالحدیث راجووال۔ بطور شکریہ بسلسلہ حج

آپ کے والد محترم مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ جماعت کے نامور خطیب اور عالم ربانی گزرے ہیں۔ جو کسی تعارف کے محتاج نہیں، اپنے دور کے خطباء میں ان کا ایک نام تھا۔ توحید وسنت کے داعی، سیاست کے نباض اور ماہر تھے، جس جلسہ میں تشریف نہ لاتے اُسے ناکام سمجھا جاتا۔

ایک دفعہ راقم نے مولانا سوہدروی کو راجووال کے سالانہ تبلیغی جلسہ میں دعوت دی تو آپ تشریف لائے اور ان کا مضمون تھا کیا اسلام اور سیاست دو چیزیں ہیں؟ اپنے موضوع پر مفصل گفتگو کی اور موضوع کا حق ادا کردیا۔ خطاب کے بعد راقم کو ملے بغیر ہی واپس چلے گئے اس لیے کہ میں اُنکو کوئی مصارف سفر نہ دے دوں۔ واپس جاکر اپنے اخبار میں دارالحدیث راجووال کے بارہ میں خبر شائع کی کہ اس علاقہ میں واقعی دینی ادارہ کی اشد ضرورت تھی جو مولانا محمد یوسف نے پوری کردی ہے اور یہ ادارہ واقعتا ہر قسم کے تعاون کا مستحق ہے۔ احباب خیر تعاون فرماکر عنداللہ ماجور ہوں۔

(2011ء اپریل)

اپریل 2014ء میں حافظ عبدالوہاب روپڑی حفظہ اللہ سے ملاقات:

مناظر اسلام حافظ عبدالوہاب روپڑی حفظہ اللہ کا بھاگیوال لنوانوالہ میں پروگرام تھا۔ راقم الحروف کو حافظ صاحب نے فون کیا کہ تیار رہو میں ابھی پہنچنے والا ہوں، راجووال بزرگوں کی ملاقات کے لیے جانا ہے، میں حسب وعدہ سٹاپ پر آگیا۔ چنانچہ ہم دونوں بعد نماز عصر راجووال پہنچے۔ مولانا مرحوم بوجہ علالت گھر کے اندر لیٹے ہوئے تھے، اجازت لی، اندر گئے تو میں نے بتایا کہ لاہور سے حافظ عبدالوہاب روپڑی صاحب تشریف لائے ہیں۔ اللہ جانتا ہے کہ حضرت کی مسرت دیدنی تھی بیٹھ نہیں سکتے تھے۔

حافظ صاحب کو اپنے سینے پر لٹا کر رونے لگے، باوجود بڑا ہونے کے بڑی والہانہ عقیدت ومحبت کا اظہار کیا اور بڑے روپڑیوں کو دعائیں دینے لگے اور ساتھ فرمانے لگے عبدالوہاب میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ دونوں بھائیوں کا اتفاق رکھے اور بزرگوں کا لگایا ہوا یہ پودا مراد جامعہ اہلحدیث پھل دیتا رہے، واپسی پر ایک دیسی مرغی کا تحفہ دیا جو الحب اللہ کا عملی اقدام تھا۔ اللہ تعالیٰ حضرت کی کروٹ کروٹ مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں انبیاء، اصدقاء، اولیاء، صلحاء کی معیت نصیب فرمائے۔

گر قبول افتد زہے عزوشرف۔ آمین

دعائے مغفرت

معروف عالم دین مولانا شفیق الرحمن لکھوی مورخہ 27 مئی بروز منگل قضائے الٰہی سے وفات پاگئے ہیں **اناللہ وانا الیہ راجعون** مرحوم انتہائی نیک اور سلفی منہج انسان تھے۔ مرحوم کی نماز جنازہ 18 چک رینالہ خورد اوکاڑہ میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ میں مفسر قرآن مولانا حافظ عبدالوہاب روپڑی، مولانا جابر حسین مدنی، حافظ امتیاز احمد، شہادت طور، قاری فیاض احمد، دیگر علمائے کرام اور علاقہ بھر کے افراد نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ ادارہ مرحوم کے لواحقین کے غم میں برابر کا شریک ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین۔ (ادارہ)

دعائے صحت کی اپیل

جماعت اہلحدیث ضلع فیصل آباد کے ناظم مالیات ملک عبدالرحمن کے والد محترم شدید بیمار ہیں اور کارڈیالوجی ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ قارئین دعا کریں اللہ تعالیٰ اُن کو جلد از جلد صحتیاب فرمائے۔ آمین

(رابطہ نمبر 0321-7602093)

خطبہ جمعۃ المبارک

مورخہ 6 جون 2014 کا عظیم الشان خطبہ جمعۃ المبارک جامع مسجد حرمین شریفین اسلام آباد گلشن قائد میں ناظم تبلیغ جماعت اہلحدیث پاکستان مولانا محمد رفیق صاحب حفظہ اللہ ارشاد فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ

(منجانب: عطاء اللہ ورفقاء 0301-4901628)

عصر حاضر میں دینی مدارس کے طلباء کی ذمہ داریاں

طاہر علی صارم، متعلم جامعہ اہلحدیث لاہور
قسط نمبر 2 آخری

اسلام وہ دین ہے جو کہ ہماری ہر شعبہ زندگی میں مکمل رہنمائی کرتا ہے اور ایک مسلم طالبعلم ہونے کے ناطے ہم پر یہ بات لازم ہو جایا کرتی ہے کہ ہم اپنے سچے دین کو ادیان باطلہ پر غالب کرنے کے لیے کفر کی یورشوں کے خلاف اپنا تن من و دھن کھپا دیں۔ کیونکہ یہ خوبی صرف اسلام ہی کو حاصل ہے کہ جب بھی اس کا دنیا پر غلبہ ہوتا ہے تو دنیا میں امن و امان کا دور دورہ ہوتا ہے ورنہ کفر تو معاشرے کے لئے مسائل اور دنیا کو ظلم سے بھر دیتا ہے۔ کفر چاہتا ہے کہ دین کے چراغ کو بجھا دیا جائے لیکن ایک دینی طالبعلم اپنی صلاحیت بروئے کار لاتے ہوئے ان کے سارے ناپاک عزائم خاک میں ملا دیتا ہے۔

دینی شعار سے محبت ہمارے ایمان کا لازمی جزو ہے ہر مسلمان اسلامی شعار سے محبت کرنے کی کوشش کرتا ہے تو ایک دینی طالبعلم پر لازم ہے کہ اشعار اسلامی کو محبت بھری نظروں سے دیکھے ان کو اپنی زندگی کا حصہ بنائے، داڑھی کو چہرے پر سجائے۔

دور حاضر میڈیا اور پروپیگنڈے کا دور ہے بلا مبالغہ آج اگر میڈیا پر کنٹرول ہے تو وہ یورپ کا ہے۔ بالخصوص یہودی لابی اپنا کام پوری دنیا میں پوری تندہی کے ساتھ کر رہی ہے۔ آج جو 6 بڑے میڈیا گروپس ہیں ان پر مناپلی یہود و نصاریٰ کی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ وہ اس میڈیا کو بطور ہتھیار اور دین کے پرچار کے لئے استعمال کرتے ہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ اپنی مکروہانہ کاوشوں کے ذریعے اسلام کے اصل چہرے کو مسخ کر رہے ہیں اور اسلام کو بطور دہشت گرد مذہب پورٹریٹ کر رہے ہیں تو ایسے حالات میں پھر دینی طالبعلم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اسلام کے اصل چہرے کو دنیا کے سامنے وا کرے اور اسلام جو کہ ہماری متاع عزیز ہے کہ دفاع کے لئے اور وکالت کے لئے عملی میدان میں کود پڑے۔

تلوار کے ذریعے کسی کو قتل تو کیا جا سکتا ہے لیکن اس کے دل میں محبت بھرے جذبات پیدا نہیں کیے جا سکتے اس کو قائل نہیں کیا جا سکتا اور اس کا دل جیتنا ناممکن ہے لیکن دلائل کے ساتھ، قلم و قرطاس کے ساتھ عملی میدان میں کفر کے مدلل جوابات اور ان کے اعتراضات اور مستشرقین کے الزامات کا عملی میدان میں جواب دینا از حد ضروری ہے اور یہ سارا کام ایک دینی طالبعلم بڑے ہی احسن انداز سے سر انجام دے سکتا ہے۔ ایک طالبعلم یہ سب کچھ کر کے اپنا سر فخر سے بلند کر سکتا ہے کیونکہ وہی لوگ معزز ہوتے ہیں جو دین کی سربلندی کے لئے اور اس کے دفاع کیلئے اپنی صلاحیتیں صرف کرتے ہیں۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

محنت کے بغیر کسی چیز کا حصول مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہے۔ اگر یہ طالبعلم اپنا وقت فضول اور بے جا باتوں میں گزارے گا تو وہ کبھی بھی ترقی کے زینوں پر نہیں چڑھ سکتا لہذا ایک دینی سٹوڈنٹ پر لازم ہے کہ وہ پوری تندہی کے ساتھ محنت کرے اور معاشرے کی اصلاح کیلئے، فلاح عامہ کے لئے اپنے آپکو وقف کرے۔

نامی کوئی بغیر مشقت کے نہیں ہوا
سو بار جب عقیق کٹا تب نگیں ہوا

جب کسی بھی ملک میں اسلامی نظام کا دور دورہ ہوتا ہے تو بلاشبہ ایسی سرزمین کو اللہ کی رحمتیں بوسے دیتی ہیں۔ پھر وہاں ہر طرف امن و امان کا دور دورہ ہوتا ہے پھر ڈاکو بھی عزتوں کے محافظ بن جایا کرتے ہیں۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ دینی طالبعلم کو اسلامی نظام کی راہ ہموار کرنی چاہیے۔

اگر تاریخ کے چہرے سے پردہ سرکائیں تو یہ بات اظہر من الشمس ہے جب پیغمبر اسلام نے توحید کا اعلان کیا تو ماننے والے چند، انکار کرنے والے دو چند تھے لیکن جہد مسلسل سے لوگوں کو اسلام کے قریب لاتے رہے اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ جب ہر طرف اسلامی نظام کا دور دورہ تھا، پھر چشم فلک نے وہ منظر بھی دیکھا کہ جب اسلام سمندروں پہاڑوں اور صحراؤں کو عبور کرتا ہوا پوری دنیا میں پھیل گیا۔ تو ایک دینی طالبعلم کی ترجیحات میں اسلامی نظام کا نفاذ ہونا چاہئے۔ وہ لوگوں کے دلوں کو اسلامی نظام کے حق میں قائل کرے اور راہ ہموار کرے۔ بلا مبالغہ کسی چیز کو سیکھنے کا فائدہ تب ہی ہوتا ہے جب کہ اس پر عمل کیا جائے وگرنہ بصورت دیگر وہ گدھے پر کتابیں لادنے کے مترادف ہوتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ ایک مسلم طالبعلم کا یہ امتیازی وصف ہے کہ وہ علم کو عمل کے لئے سیکھتا ہے۔ اگر دیکھا جائے تو یہی بات سمجھ آتی ہے کہ ہمیشہ ان لوگوں کی باتوں میں وزن ہوتا ہے جو عمل کا عظیم مجسمہ ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ اور نوجوان پھر بات کرتے ہوئے ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے لوگ ان کی آواز پر لبیک کہتے ہیں۔

آج میں جب اپنے چہار اطراف نظر دوڑاتا ہوں تو مجھے نوجوان طالبعلم شباب وکباب کی محفلوں میں مگن نظر آتا ہے۔ تو میری آنکھیں برسنا شروع کر دیتی ہیں، میری پلکیں میرے آنسوؤں کو اٹھانے سے عاجز نظر آتی ہیں۔ یہ آنسو اپنے نوجوان طالبعلم کی بے حسی پر بہتے ہیں یہ آنسو وطن کے در و دیوار پر اتری شام الم کے ہیں کہ آج میرا ملک کن پریشان حالات سے گزر رہا ہے اور میری قوم کے نوجوان طالبعلم اپنے ملک وقوم اور دین کی حفاظت کے لئے کچھ کرتے نظر نہیں آتے، بلکہ خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہے ہے۔ جب میں اس طالبعلم کو تہذیب غیر کا خوگر دیکھتا ہوں تو یہ آنسو قطرہ قطرہ میرے دل پر گرتے ہیں۔

اے میرے غیور مسلم طالبعلم ساتھی آج نیل کے ساحل سے لیکر تا بخاک کاشغر تک کے مسلمانوں کی نگاہیں تیری منتظر ہیں۔ امت مسلم کے مظلوم ومقہور مسلمانوں کی آہیں غلامی، ظلم و استبداد اور قفس کی زنجیریں کاٹنے کے لیے تم کو پکار رہی ہیں۔ اے بدر وحنین سے نسبت رکھنے والے طالبعلم ساتھی اُٹھ اس ہراول دستے میں شامل ہو جو ظلم و بربریت کے ایوانوں کو صدائے حق سے جلا کر بھسم کر دیتا ہے۔ اے میرے طالبعلم بھائی وقت کی پکار پر لبیک کہنا تم پر واجب ہے اور اپنی ملک وقوم کی ذہنی غلامی سے بھی نکالنا ہے اور انکو دین کی طرف لے کر آنا بھی تم پر فرض ہے۔

دور حاضر میں اسلام کے خلاف پروپیگنڈا ہورہا ہے۔ غیر مسلم میڈیا اور اسلام دشمن قوتیں کبھی خاکے بنا کے تو کبھی توہین آمیز کارٹوں بنا کر رسول کی ذات اقدس پر نعوذ باللہ طعنہ زنی کر کے مسلمانوں کی غیرت کا امتحان لے رہے ہیں تو آج کا مسلم طالبعلم اخلاقی پستیوں میں گرا ہوا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم محب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے ناطے ان کے محبت سے قوت حاصل کریں اور تحت الثریٰ سے نکل کر انسانیت کا عروج حاصل کریں۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہم رسول ﷺ سے سچی محبت کریں جس کا عملی اظہار آپ کی تعلیمات پر عمل کرنا ہے اور اس نام محمد ﷺ کو بلند کر کے اس کی روشنی سے جہالت وکفر کے اندھیروں کو دور کرنا ہے۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد ﷺ سے اُجالا کر دے

□□□

عمرہ سے مراجعت

مرکز نداء الاسلام رینالہ خورد کے مدیر اور جماعت اہلحدیث کی معروف شخصیت مولانا جابر حسین مدنی فاضل مدینہ یونیورسٹی عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد گذشتہ دنوں وطن واپس پہنچ گئے ہیں۔ ہم انھیں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے اس عظیم عمل کو شرف قبولیت بخشے۔ آمین

(ادارہ)

ڈائری جماعت اہلحدیث پنجاب

جماعت اہلحدیث پنجاب کا اہم ماہانہ اجلاس 15 مئی بروز جمعرات مرکز عثمان اہلحدیث گلشن رحمن کھیالی گوجرانوالہ میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت ضلعی امیر جناب غازی عباس ضیاء نے کی، جبکہ اجلاس کے روح رواں مفسر قرآن حافظ عبدالوہاب روپڑی (ناظم امور سیاسیہ جماعت اہلحدیث پاکستان) تھے۔ نماز ظہر امیر ضلع شیخوپورہ مولانا حاجی عبدالحمید سلفی کی اقتداء میں ادا کی گئی، اسی دوران حضرت حافظ صاحب بھی مرکز میں قدم رنجا فرما چکے تھے۔ امیر مجلس کی اجازت سے باقاعدہ کاروائی کا آغاز صاحبزادہ حافظ ارشاد الحق کی تلاوت سے ہوا۔ صوبائی ناظم اعلیٰ مولانا محمد سلیمان شاکر نے اجلاس کی غرض وغایت اور ایجنڈا کا اعلان کرتے ہوئے شرکاء کو اظہار خیال ورائے کی دعوت دی۔ سطور ذیل میں ان معززین کے خیالات وتجاویز کا ذکر کرنا مناسب ہوگا جو ہمارے لئے قیمتی اثاثہ ہیں۔

حافظ عبدالقدیر بٹ (صوبائی سیکرٹری اطلاعات): جن وجوہات کی بناء جماعتی کارکردگی متاثر ہوا کرتی تھی، ماضی قریب میں ہم نے ان غلطیوں سے کافی سبق سیکھا اور اب تو ویسے ہی ایک عزم نو کے ساتھ یہ قافلہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے بالخصوص ان چند دنوں سے کامیابی کا جو گراف بڑھا ہے ہم اس سے مطمئن بھی ہیں اور ناظم اعلیٰ کو مبارکباد بھی پیش کرتے ہیں۔ اس اجلاس کے بعد ہم ان شاء اللہ پنجاب بھر کے علاقوں کا دورہ کر کے نظم کی پختگی کے لئے لائحہ عمل طے کریں گے۔

محترم اقبال الٰہی (صوبائی نائب ناظم اعلیٰ): پنجاب کا بینہ کا نظم ڈسٹرب ہوا مگر اللہ تعالیٰ امید سے بڑھ کے خیر وعمل کے راستے ہم پر فراغ فرمارہے ہیں۔ میں ضلعی ذمہ داران سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ لوگ دلجمعی سے کام کریں آپ کے کام میں اب کوئی چیز مانع نہیں ہوگی۔ آپ اپنا تبلیغی نیٹ ورک مضبوط کرتے ہوئے صوبائی قیادت سے مربوط رہیں۔ ہم اصلاحی پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے جہاں ضرورت محسوس کریں گے انفرادی طور پر آپ کے لئے تربیتی ورکشاپس کا انتظام کرتے رہیں گے۔

مولانا عبدالرحمن آف بڈھا گورائیہ: میں الشیخ حافظ عبدالوہاب روپڑی اور مولانا سلیمان شاکر صاحبان کا مشکور ہوں جنہوں نے ہم سے انتہائی محبت فرماتے ہوئے ہمیں یاد رکھا۔ میں اپنے جملہ احباب سمیت اس بات کی یقین دہانی کرواتا ہوں کہ جماعتی نظم کے لئے ہمیں جہاں بھی حکم دیا جائے گا ہم قائدین کے اشارے پر سردھڑ کی بازی بھی لگا دیں گے۔

مولانا عبدالحمید سلفی (امیر ضلع شیخوپورہ): تبلیغی پروگرام تنظیمی رابطہ کا موثر ترین ذریعہ ہیں، رات ہمارے علاقے میں مولانا شاکر صاحب کا جلسہ جماعتی تعارف کا بہت بڑا سنگ میل ثابت ہوا ہے آپ دلجمعی سے کام کریں اللہ برکت نازل فرمائیں گے۔

عابدالرحمن: میں جماعت اہلحدیث کی مساعی جمیلہ اور قائدین کارکنان سے انتہائی شفیق رویہ دیکھ کے جماعت میں باقاعدہ شمولیت کا اعلان کرتا ہوں۔ میرے لائق کوئی خدمت ہو تو میں ان شاء اللہ دل وجان سے دن رات حاضر ہوں۔

مولانا رضوان الرحمن یزدانی: جماعت اہلحدیث کا تبلیغی نیٹ ورک مثالی اور رابطہ مہم لائق تحسین ہے آج کی بھرپور حاضری پر ذمہ داران مبارکباد کے مستحق ہیں۔

قاری سجاد احمد: کسی بھی مشکل وقت میں جماعتی افراد کا آپس میں رابطہ ہونا انتہائی ضروری ہے، جماعتی قائدین کا کل بھی احترام اپنا اولین فریضہ سمجھتا تھا اور آج بھی میری وفائیں جماعت کے ساتھ ہی وابستہ ہیں ہم آپ کے حکم کے منتظر ہیں۔

مولانا عطاء اللہ قصوری: حضرت حافظ صاحب اور برادرم شاکر صاحب ہمیں ہر معاملہ میں یاد رکھتے ہیں میں سمجھتا ہوں یہ ہمارے لئے بہت اعزاز اور عزت افزائی کی بات ہے جماعت کو کسی معاملہ میں بھی میری ضرورت پڑے میں حاضر ہوں۔

قاری علی شیر محمدی: استاذ محترم مولانا سلیمان شاکر نے قرب وجوار کے علاقہ جات میں تبلیغی حوالہ سے جو ذمہ داریاں تفویض فرمائی ہوئی ہیں الحمدللہ انہیں احسن انداز سے نبھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مزید جو حکم قائدین صادر فرمائیں ان شاء اللہ سمعنا واطعنا ہوگا۔

حافظ نوید احمد (امیر تحصیل مریدکے): جماعت کی کاوشیں لائق

تحسین ہیں تنظیم اہلحدیث کو جتنا ممکن ہو سکے عام کرنے میں کردار ادا کریں یہ جماعت کے ساتھ نا صرف تعاون ہوگا بلکہ جماعتی تشہیر کا موثر ذریعہ بھی ثابت ہوگا ہم مریدکے میں اس کام کا آغاز کر چکے ہیں۔ ہماری کوشش ہے کہ مجلہ تنظیم اہلحدیث ہر گھر اور دوکان تک ترسیل کیا جائے۔

میاں عبدالقدیر (ناظم اعلیٰ تحصیل مریدکے): سب سے پہلے تو میں آج کے اجلاس میں مدعو کرنے پر مفسر قرآن فضیلۃ الشیخ حضرت حافظ عبدالوہاب روپڑی، مولانا محمد سلیمان شاکر صاحبان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اجلاس کی بھرپور کامیابی پر مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں۔ ناظم صاحب نے تو جماعت کی تمام کلیوں کو یہاں جمع کر کے ایک خوبصورت گلدستہ بنا دیا ہے۔ ہمیں 15 روز قبل ذمہ داریاں سونپی گئیں اور الحمدللہ ہم اب تک تحصیل کی سطح پر 8 تبلیغی پروگرامز منعقد کروا چکے ہیں جن میں ننگل ساداں میں حضرت حافظ صاحب اور مدنی مسجد حدو کے میں مولانا شاکر صاحب کا پروگرام اپنی مثال آپ تھا۔ ہم آئندہ بھی آپ کے اشارے کے منتظر ہیں ہم نے جماعت میں آکر بہت محبت اور سکون محسوس کیا ہے۔

مولانا فاروق ربانی: تبلیغی پروگرامز کا شیڈول دیکھ کر بہت خوشی محسوس ہوئی۔ اجلاس کے تمام شرکاء کے رابطہ نمبرز اور ایڈریس ایک لسٹ کی صورت میں تمام ذمہ داران کے پاس ہونے چاہیں تاکہ روزانہ کی بنیاد پر رابطہ کو ممکن بنایا جاسکے۔

قاری محمود احمد ننگن پوری: یہ جماعت میرے اساتذہ کرام کی جماعت ہے اور میں اس کی خدمت اپنا فریضہ اول سمجھتا ہوں۔ جس طرح امیر تحصیل مریدکے حافظ نوید صاحب نے فرمایا ہم بھی اپنے یونٹ میں مجلہ کی ترسیل کو عام کرنے کے لئے پالیسی بنا رہے ہیں اور اول فرصت میں 25 مجلہ تنظیم اہلحدیث میں اپنے ذمے کر ان کو ہر خاص و عام تک پہنچانے کا وعدہ کرتا ہوں۔

مولانا عبدالغفور راشدی: میں شہر بھر میں کافی دیر سے جماعت اہلحدیث کی تبلیغی سرگرمیوں کا مشاہدہ کر رہا تھا بالآخر میرے دل و دماغ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ مشن اسلاف کی پاسبانی میں مصروف عمل جماعت اہلحدیث میں شمولیت اختیار کر کے دین کی تبلیغ و ترویج کا فریضہ ادا کیا جائے۔ میری تمام ہمدردیاں اور مصروفیات آپ کے ساتھ ہیں میرے ذمہ جماعت جو ڈیوٹی لگائے گی ان شاء اللہ ممکنہ طور پر اسے نبھانے کی کوشش کروں گا۔

مولانا غازی محمد عبداللہ (سینئر نائب امیر ضلع گوجرانوالہ): حضرت حافظ صاحب سے زمانہ تعلیم کے دیرینہ مراسم ہیں۔ آپ نے ہمیشہ ہماری سوچ سے بڑھ کے ہمیں شفقت و پیار دیا۔ اللہ جماعت اہلحدیث کو مزید ترقی، مرتبہ نصیب فرمائے اور قائدین کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔

ڈاکٹر عبدالحفیظ فاروقی (صوبائی نائب امیر): ہمیں جب سے ذمہ داریاں سونپی گئیں کوئی کام نہیں بتایا گیا کیونکہ کام تو قیادت نے ہی لینا ہوتا ہے۔ ختم نبوت کے حوالہ سے میری تصنیفی کاوشیں جماعتی تشخص کو اجاگر کرنے میں کارگر ثابت ہو رہی ہیں آپ ہمیں متحرک رکھیں اور ہمارے لئے کوئی ضابطہ مقرر کر کے ہم سے کام لیں اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

مولانا ابوبکر یزدانی: آج کے اجلاس کی رونق دیکھ کر دل باغ باغ ہو رہا ہے جماعتی امور میں بھی الحمدللہ پہلے سے خاطر خواہ اضافہ نظر آ رہا ہے حلقہ تو منڈ میں جماعت کے حوالے سے کام کر رہا ہوں مزید قائدین کرام جو حکم فرمائیں ان شاء اللہ پورا ہوگا۔

مولانا ظفر اقبال ربانی (نائب ناظم اعلیٰ ضلع گوجرانوالہ): ہر اجلاس میں تبلیغی کام اور نظم و نسق کے استحکام کی جو باتیں ہوتی تھیں آج الحمدللہ پوری ہوتی نظر آ رہی ہیں اس کی سب سے بڑی وجہ قائدین کا ہم سے اور ہمارا آپس میں رابطہ ہے میری دعا ہے کہ اللہ اس محنت کو ہمارے لئے دنیا آخرت میں کامیابی کا ذریعہ بنا دیں۔

مولانا عامر یزدانی: چند دوست کچھ تحفظات کی وجہ سے جماعت سے کنارہ کشی اختیار کر چکے تھے میرا یہ مشورہ ہے کہ جس طرح ہم نے دوبارہ جماعتی زندگی سے وابستگی اپنائی ہے وہ دوست بھی ہمارے قریب آئیں اور اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے ہمارا قدم بہ قدم ساتھ دیں اللہ تعالیٰ بڑی برکات کا نزول فرمائیں گے۔

مولانا ارشاد الحق اثری: میں ناظم اعلیٰ مولانا سلیمان شاکر اور قاری طاہر محمود کی مشفقانہ دعوت پر جماعت میں آیا ہوں۔ دل قائدین کی

محبت سے فرحت وتسکین محسوس کرتا ہے' حق بات کو تختہ دار پر بھی کہہ دینا روپڑی خاندان کی اعلیٰ روایات میں شامل ہے ہم ان شاء اللہ اسلاف کے اس منہج اور مشن شہداء اہلحدیث کی تکمیل کے لئے جماعتی پلیٹ فارم سے ہر قربانی دینے کو تیار ہیں۔

مولانا شاہد محمود جانباز (امیر ضلع لاہور): پنجاب کابینہ کی پر اخلاص دعوت پر ان کا انتہائی مشکور ہوں اگر اسی طرح تمام اضلاع کے امراء وناظمین سے روابط جاری رکھیں گے تو جماعتی تشخص میں نکھار اور نظم میں نمایاں تبدیلی نظر آئے گی۔ تمام یونٹس تبلیغی پروگرامز تشکیل دیتے ہوئے اس بات کا خیال رکھیں کہ مابین اضلاع خطباء ومقررین کا تبادلہ اس ضمن میں کافی کارگر ثابت ہوگا۔

ضلع لاہور کے نظم کو قائم ہوئے ابھی صرف 3 ماہ ہوئے ہیں اور ہم نے کوشش کرکے 8 اہلحدیث جماعتوں کی "اہلحدیث اتحاد کونسل" تشکیل دی جس نے مولانا یوسف پسروری کی رہائی کے حوالہ سے احتجاجی مظاہرے اور ریلیاں نکال کے ملک میں اپنی طاقت کو منوایا۔ پھر تحفظ حرمین شریفین کے حوالے سے بھی دفاع حرمین کونسل مرتب کی گئی ہیڈ آفس میں اس کے اہم اجلاس بلائے گئے اور جامعہ القدس میں ایک بہت بڑا سیمینار بھی منعقد کیا گیا۔ ماہانہ اجلاس بہرصورت بلانے کی کوشش کیا کریں انٹرنیٹ پر جماعتی تعارف کے تمام اسباب بروئے کار لا کر کام کریں۔

مولانا غازی عباس ضیائی (امیر ضلع گوجرانوالہ): کارکنان سے یہ گزارش کرنا انتہائی مناسب سمجھتا ہوں کہ کام مانگا نہیں جاتا کام کرکے دکھایا جاتا ہے۔ جناب سیدنا ابوبکر صدیق ؓ ہر کام میں سبقت لے جا کر ہی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نظر میں ممتاز بن گئے تھے۔

ہر ساتھی یہ ذہن بنائے کہ میں نے کسی کی طرف نہیں دیکھنا بلکہ سارا کام خود کرکے قائدین کو دکھانا ہے۔ اصلاح امت ہمارا فریضہ ہے ہم اپنے احتساب کا عہد کرلیں تو کسی میں خامی نظر نہیں آسکتی' آپ اخلاص کے ساتھ محنت شروع کریں اللہ خیروبرکت فرما کر ہم سب کی محنتیں قبول فرمائیں۔

پروفیسر جابر صدیقی: تبلیغی نیٹ ورک کو مضبوط کرنے کیلئے شہری تمام مساجد کے خطباء ونتظمین سے رابطہ رکھیں۔ پروگرامز کے شیڈول میں کم از کم 30 مساجد کو منتخب کریں اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ صوبائی سے ضلعی اور پھر سٹی سے ٹاؤنز کی سطح تک حلقہ جات ترتیب دیئے جائیں' ان کے ذمہ داران مقرر کرکے انہیں ہدف دیا جائے۔ ماہانہ پروگرامز کے علاوہ سہ ماہی ششماہی اور سالانہ ایک بڑے پروگرام کا انتظام بھی کیا جائے۔

حافظ عبدالوہاب روپڑی (ناظم امور سیاسیہ پاکستان): میں سب سے پہلے آپ حضرات کی آمد پر شکریہ ادا کرتا ہوں اور بالخصوص نئے احباب کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے ان کے لئے دعائے استقامت کرتا ہوں۔ قبل اس کے کہ میں اپنی گفتگو شروع کروں مولانا فاروقی صاحب کی بات کا جواب دے دوں جن کا اعتراض ہے کہ ہمیں کام بتایا نہیں جاتا "دراصل ذمہ داری مانگی نہیں جاتی بلکہ لی جاتی ہے" اور اس ضمن میں حضرت حافظ صاحب نے اپنی زندگی کا اصول اور نصیحت آموز واقعہ بھی کارکنان کو سنایا۔

آپ نے فرمایا: جماعتیں قربانی اور وقت مانگتی ہیں ہمیں دنیاوی طمع ولالچ سے اللہ کی ذات اقدس نے ویسے ہی محفوظ رکھا ہے۔ ہمارے بزرگوں نے اپنے عمل سے یہی ثابت کیا اگر ہماری نظر دنیا پر ہوتی تو حافظ عبدالقادر روپڑیؒ سونے کے محلات تعمیر فرما سکتے تھے مگر جب وہ دنیا سے گئے تو ان کا مکان بھی اپنا نہیں تھا۔ ہم آج حکومتی وزارتیں لے سکتے ہیں مگر ہم جانتے ہیں کہ اس کے بدلے میں ہمیں توحید وسنت کے موقف میں مداہنت کے لئے مجبور کیا جائے گا مگر جماعت اہلحدیث کا اولین مقصد اشاعت توحید وسنت ہے۔

سیاست ہمارے لئے ثانوی حیثیت رکھتی ہے اور الحمدللہ ہماری اس استقامت اور قوی موقف پر گورنمنٹ کی نظروں میں ہمارا یہ وقار ہے کہ ہمارے بغیر کوئی اتحاد مکمل نہیں ہوتا، نئے آنے والے ساتھیوں سے یہ گزارش ہے کہ ہم سے سیاسی نہیں مذہبی مفادات کی توقع رکھیں۔ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ہمارا ساتھ دیں اگر کوئی ذاتی مفاد لے کر جماعت میں آیا ہے تو اس نے ہم سے کیا معذرت کرنی ہے ہم خود ہی اس سے معذرت کرتے ہیں۔ جن لوگوں کو یہ شکایت ہوتی ہے کہ ہماری قیادت متحرک نہیں وہ اپنا جائزہ لیں کہ

جماعتی نظم میں ان کی کتنی تحریک شامل ہے۔

آپ متحرک ہوں گے تو قیادت متحرک ہوگی ہمارا وقار آپ لوگوں کے وجود سے ہے۔ ہم آپ کا احترام کرتے ہیں آپ تبلیغی مشن پر قائم رہیں گے تو ہمارے دلوں میں یہ احترام اسی طرح برقرار رہے گا۔ ایک سوال کے جواب میں حافظ صاحب نے فرمایا جماعتوں میں افراد کا آنا جانا رہتا ہے جماعتیں کسی کے وجود کی محتاج نہیں ہوتیں جو چلا گیا اسے نسیا منسیا کردیں آئندہ کسی محفل میں جانے والے افراد کا تذکرہ نہ ہو کیونکہ یہ ہمارے منہج کے خلاف ہے۔ آئندہ لائحہ عمل کا اعلان کرتے ہوئے حافظ صاحب نے فرمایا ہمارا ہدف اشاعت اسلام ہے آپ منظم طریقے سے پروگرامز رکھیں اور ان میں اضافہ بھی کریں دوران تقریر تمام خطباء روز مرہ کے مسائل کے حوالے سے بھی لازمی گفتگو کیا کریں دیگر مذہبی جماعتوں کے ساتھ مل کر مشترکہ پروگرامز ترتیب دیں یہ اعزاز آپ کی جماعت کو ہی حاصل ہے کہ دفاع حرمین شریفین کے حوالے سے ہمیشہ پہلا قدم ہم نے ہی اٹھایا ہے۔

صوبائی و ضلعی قیادت کی مشترکہ مشاورت سے محترم اقبال الٰہی کو صوبائی نائب ناظم اعلیٰ قاری محمود کنگن پوری کو ضلعی ناظم اعلیٰ مولانا فاروق ربانی کو ضلعی سیکرٹری اطلاعات مولانا ارشاد الحق اثری کو ضلعی ناظم تبلیغ مولانا عامر یزدانی کو نائب ناظم تبلیغ مولانا عبدالرحمن کو بڈھا گورائیہ یونٹ کا امیر اور قاری سجاد احمد کوٹلی گوجرانوالہ کے نشر و اشاعت کی ذمہ داریاں تفویض کرتے ہوئے حضرت حافظ صاحب نے جہد مسلسل کے ساتھ کام کرنے کی تلقین فرمائی۔ حافظ صاحب کے حکم پر امیر ضلع شیخوپورہ مولانا حاجی عبدالحمید سلفی نے رقت آمیز دعا کروائی احباب کے اعزاز میں پرتکلف ظہرانے کا اہتمام کیا گیا اور یوں یہ اجلاس اپنی بھرپور کامیابی کی داستان اوراق تاریخ پر ثبت کرکے پایہ تکمیل کو پہنچا۔

بقیہ اداریہ

ہم حافظ سعید صاحب کو اس انتہائی مبارک اقدام پر ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔ اس سے قبل وطن عزیز میں لاہور سے کراچی، اسلام آباد تک تمام بڑے شہروں میں دفاع پاکستان کانفرنسوں کے سٹیج پر تمام دینی وسیاسی جماعتوں کو اکٹھا کرکے عالم اسلام کے لیے تقویت اور عالم کفر کے لیے ایک ہیبت ناک منظر پیش کرچکے ہیں۔ اس سال یوم تکبیر ایسے ماحول میں منایا جارہا ہے کہ ہندوستان پر ایک متعصب اور متشدد ہندو بطور وزیر اعظم فائز ہوا ہے۔ اس مسلمان دشمن حکمران کو پاکستان میں دفاع وطن کے لیے اتحاد اور بیداری کا پیغام ضروری تھا جسے جماعۃ الدعوۃ نے بخوبی پورا کیا ہے۔

میاں نواز شریف صاحب نریندر مودی کی بطور وزیر اعظم حلف برداری کی تقریب میں شمولیت کے لیے ہندوستان جاچکے ہیں۔ سرکاری سطح پر ان کی شمولیت کا فیصلہ یقیناً گہرے غور و خوض کے بعد کیا گیا ہوگا لیکن مسلمان کے وحشیانہ قتل و غارت میں بدنام اس ہندو کی حلف برداری کی تقریب میں شمولیت کو عوام اور دینی جماعتوں نے پسند نہیں کیا۔ زیادہ سے زیادہ نمائندگی کے لیے کسی وزیر کو بھیج دیتے۔

ابھی اپنی افتتاحی تقریب میں اس نے اپنی حکومتی پالیسی کا اعلان کرنا ہے، اسے ووٹ مسلمان دشمنی میں ملے ہیں یقیناً وہ اپنے ایجنڈے سے انحراف نہیں کرے گا۔ ان حالات میں وزیر اعظم کا وہاں جانا عوام نے پسند نہیں کیا اور اگر وزیر اعظم بھارت میں چلے ہی گئے ہیں تو انھیں وہاں کشمیری قیادت سے ملاقات اور انھیں اعتماد میں لینا انتہائی ضروری ہے، گذشتہ سال میاں نواز شریف نے وزارت عظمیٰ کا حلف لیا تو دعوت دینے کے باوجود منموہن سنگھ پاکستان نہیں آیا تھا۔ اب اگر میاں نواز شریف وہاں چلے گئے ہیں تو انھیں یوم تکبیر کے ہیرو کی طرح بات کرنی چاہیے۔ ہمیں انڈیا سے نہ تجارت چاہیے نہ ان کی لچر، فحش اور عریاں فلمیں چاہییں۔ ہمیں تو انڈیا سے کشمیر کی آزادی چاہیے اور انڈیا سے آنے والے دریاؤں کا سندھ طاس معاہدے کے مطابق پانی چاہیے جسے اس نے ساٹھ سے اوپر ڈیم بنا کر روک رکھا ہے اور پاکستان کو اسکے حصے کے پانی سے محروم کرکے اس کی زمینوں کو بنجر بنانے کا منصوبہ بنایا ہے۔ یوم تکبیر ایک یوم تجدید ہے کہ ہم دفاع وطن کے لیے بنیان مرصوص بن کر جہاد کے لیے تیار ہیں۔

WEEKLY
TANZEEM AHL-E-HADITH
CPL-104
LAHORE